Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............25 روپے
سالانہ..............300 روپے

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ”التبلیغ“ حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب و تحریر

صفحہ

اداریہ ....کرکٹ کا کھیل .... مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۱۴)...... احرام باندھ کر رکاوٹ پیدا ہوجانے کا حکم .... // // ۶

درسِ حدیث ....انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس و مشروب کا حکم (قسط۳)..... // // ۱۲

مقالات و مضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۱۹)............................ مفتی محمد امجد حسین ۲۶

مرثیہ مولانا عبداللطیف مرحوم .... عبدالحلیم احقر ۲۹

ماہِ ربیع الاول: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات و واقعات .... مولانا طارق محمود ۳۰

علم کے مینار: ......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تالیفات (قسط۵)..... مولانا محمد ناصر ۳۲

تذکرۂ اولیاء: ....حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۳)..... مفتی محمد امجد حسین ۳۷

پیارے بچو! ....حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے .... مولانا محمد ناصر ۴۰

بزمِ خواتین ....علم حاصل کرنے کی ضرورت (قسط۱)................ ابوصہیب ۴۲

آپ کے دینی مسائل کا حل..... نامعلوم کمیشن پر بیع کے ایک معاملہ کا حکم..... ادارہ ۵۰

کیا آپ جانتے ہیں؟... تمباکو نوشی (Tobacco and Smoking) کے احکام (دوسری و آخری قسط)... مفتی محمد رضوان ۷۱

عبرت کدہ .... حضرت آدم علیہ السلام (قسط۱)............... مولانا طارق محمود ۸۳

طب و صحت .... پودینہ Peppermint............... مفتی محمد رضوان ۸۷

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب و روز .... مولانا محمد امجد حسین ۹۰

اخبارِ عالم .... قومی و بین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... حافظ غلام بلال ۹۲

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

کرکٹ کا کھیل

ایک زمانہ تھا، جب کھیل کود کو بچپن کی عمر کے ساتھ خاص سمجھا جاتا تھا، اور کھیل کود کے نام سے بچوں یا بچپن کا تصور ذہن میں آتا تھا، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کھیل کود ترقی کر کے جوانوں اور بڑی عمر کے لوگوں کی زندگی میں بھی داخل ہو گیا، مگر اس کے باوجود کھیل کا تصور عملی طور پر ان لوگوں کی صرف نجی زندگی ہی تک محدود تھا، اور اس کو ایک ورزش وغیرہ کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کیا جاتا تھا، پھر ایک وقت آیا کہ کھیل میں حیرت انگیز طریقہ پر تبدیلی اور ترقی واقع ہوگئی، اور چند لوگوں کے مل کر کھیلنے کو غیر معمولی شہرت حاصل ہونے لگی، اور کھیل کے نتائج میں دلچسپی لینے والوں کی تعداد کھیلنے والوں کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوگئی، وہ اس طرح کہ چند لوگ کسی جگہ جمع ہو کر کھیلتے، تو ان کے کھیل کو دیکھنے کے لئے تماش بینوں کی بڑی تعداد جمع ہو جاتی۔

پھر ایک مرحلہ آیا کہ کھیل کو ایک پیشہ بنا لیا گیا، چند لوگ عملی طور پر کھیلتے اور تماش بینوں سے کھیل دیکھنے پر معاوضہ بھی لیا جاتا، اور اس معاوضہ کو کھیلنے اور اس سے متعلقہ انتظامیہ میں تقسیم کر لیا جاتا، اور اب ترقی کرتے کرتے کھیل کا سلسلہ اتنا آگے بڑھ گیا کہ کھیل کے تماش بینوں اور اس کے نتائج سے دلچسپی اور حالات سے آگاہی رکھنے والوں کا دائرہ کھیل کے میدان یا کھیل والی جگہ سے تجاوز کر کے دور دراز علاقوں، بلکہ دنیا بھر میں جنگل تک پھیل گیا، اور کھیل کے براہِ راست اور لمحہ بہ لمحہ حالات سے آگاہی کے لئے کھیل کی کمنٹری کو مختلف ذرائع ابلاغ، ریڈیو اور دوسرے ڈیجیٹل طریقوں پر دوسروں تک پہنچایا جانے لگا، اور بہت سے لوگ ریڈیو کے ذریعہ، بہت سے لوگ ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ ہونے والے کھیل کی لمحہ بہ لمحہ صورتِ حال سے آگاہی حاصل کرنے لگے، اور بچے کھچے لوگوں نے اخبارات اور دیگر خبروں وغیرہ کے ذریعہ نتائج سے آگاہی حاصل کرنے کا اہتمام شروع کر دیا، اور حد یہ کہ اس کھیل کو قسمت و تقدیر کی کامیابی و ناکامی اور اس سے بھی بڑھ کر ایمان و کفر کے درمیان فیصلہ کن جنگ کا درجہ دے دیا گیا، اور کھیل کے میدان میں اپنی پسندیدہ جماعت یا ٹیم کی کامیابی کے لئے ”دامے، درمے، سخنے“ ہر طرح سے

Idara Ghufran

سرتوڑکوششیں شروع کردیں، چنانچہ آج کل کرکٹ نام کے کھیل میں اس طرح کی سب باتیں جمع ہیں۔

اس طرح کے کھیل کے دوران بہت سے لوگوں کی تمام تر دلچسپی کا مرکز یہی کھیل بن جاتا ہے، اوراپنی پسند کے موافق نتائج برآمد ہونے پر غیر معمولی خوشی کا اظہار اور مقصود کے خلاف نتائج برآمد ہونے پر غیر معمولی غم کا اظہار دیکھنے میں آتا ہے۔

بعض ممالک، جوایک دوسرے کے تاریخی حریف ومقابل سمجھے جاتے ہیں، جیسا کہ پاکستان اورانڈیا، ان کے مابین ہونے والے کھیل کی طرف لوگوں کی انتہائی اور غیر معمولی دلچسپی دیکھنے میں آتی ہے، کھیل کے وقت کاروبارِ زندگی معطل اور اس دن کی معاشی حالت کا دیوالیہ ہوکر رہ جاتا ہے، اور دنیا وآخرت کے ضروری مشاغل سے اعراض کرکے کھیل کی طرف ہی ساری توجہ مرکوز ہوجاتی ہے، فتح یابی کے لئے دعاؤں کا اہتمام شروع ہوجاتا ہے، مختلف منتیں مانی جاتی ہیں، کھیل کے نتائج اور لمحہ بہ لمحہ ہونے والے اُتار چڑھاؤ پر جوا کھیلا جاتا ہے، اور مقصد کے مطابق نتیجہ برآمد ہونے پر گانا، باجا، فائرنگ، ڈھول تاشے، شورشرابا، فضول خرچی واسراف، فخر وتفاخر اور کبر وتکبر کا اظہار اور نہ جانے کیا کچھ ہوتا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس طرح کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہیں، جن پر اللہ کی رضا اور حقیقی فلاح وکامیابی کا مرتب ہونا ممکن نہیں۔

اوراس کے برعکس اگرکھیل کا نتیجہ اپنے مقصود کے خلاف برآمد ہوتو پھر جانی ومالی اور صحت وتن درستی وغیرہ کے نہ جانے کیا کیا نقصانات سامنے آتے ہیں، اور خبر رساں ذرائع کے مطابق اس طرح کے کھیل میں فتح یا شکست کے بعد کئی جانیں بھی چلی جاتی ہیں، یاایک دوسرے سے عداوت ودشمنی قائم ہوجاتی ہے۔

کھیل کود کے ساتھ اس طرح کا طرزِ عمل دراصل ایک طرح کا نشہ ہے، جو غیر حقیقی یا مصنوعی خوشی وغم پیدا کرکے انسان کوحقیقت سے دُور کرتا اور خیالی دنیا میں پہنچا دیتا ہے، اور کھیل کود کو ایک بہت بڑی چیز بلکہ ایمان وکفر کا معاملہ بنا دیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے نتائج واثرات والے کھیل کو اسلامی اعتبار سے کارِخیر قرار نہیں دیا جاسکتا، کھیل کود کے ساتھ اس طرح کے منکرات کا اجتماع بلکہ اتنی دلچسپی اور اتنا انہماک، دنیا وآخرت کے اعتبار سے انتہائی نقصان دہ بلکہ تباہ کُن ہے، اور دنیا کوکھیل کود کا مشغلہ بنانے والوں کی قرآن وسنت میں سخت بُرائی آئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امتِ مسلمہ کوافراط وتفریط سے بچنے اور اعتدال ملحوظ رکھنے اور کھیل کے نشہ سے نجات وحفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

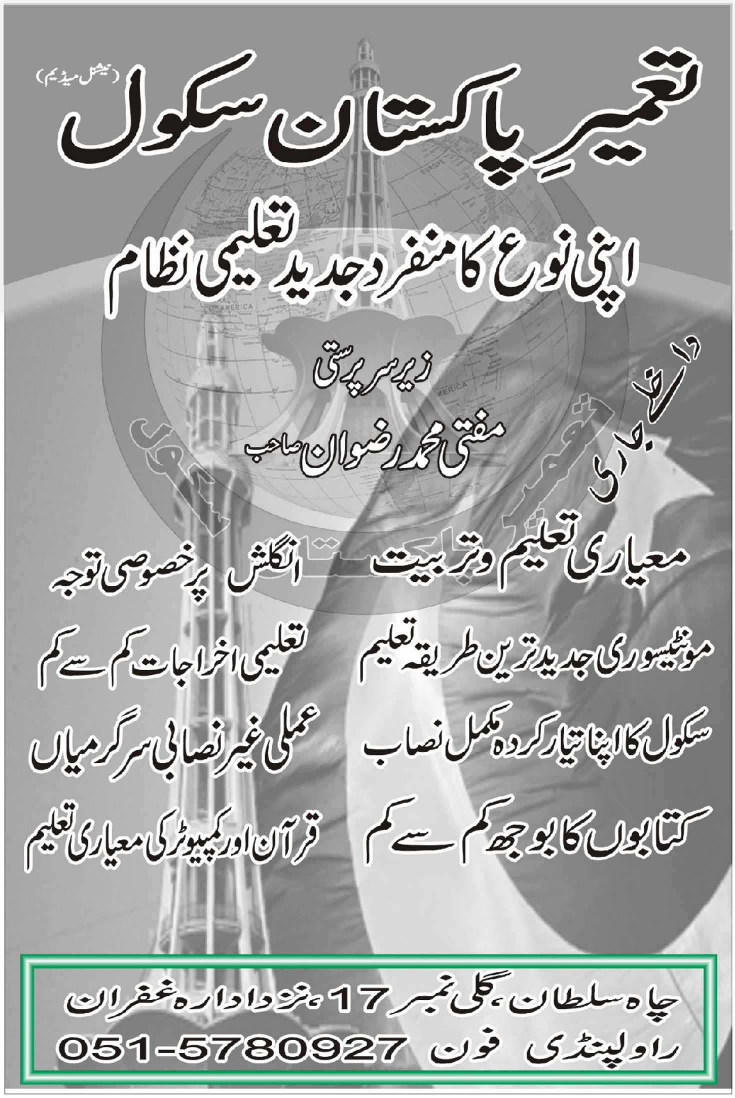

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط ۱۱۴، آیت ۱۹۶) مفتی محمد رضوان

احرام باندھ کر رکاوٹ پیدا ہوجانے کا حکم

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّه (سورة البقرة، رقم الآية ۱۹۶)

ترجمہ: اور تم پورا کرو حج کو اور عمرہ کو اللہ کے لئے، پھر اگر تم محصر ہو جاؤ، تو جو میسر ہو ہدی، اور تم نہ منڈاؤ اپنے سَروں کو یہاں تک کہ پہنچ جائے ہدی اپنے محل میں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں حج اور عمرہ کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کے پیشِ نظر فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حج یا عمرہ کو شروع کرنے کے بعد اس کو پورا کرنا ضروری ہوجاتا ہے، خواہ وہ حج فرض ہو یا نفل، اور خواہ عمرہ سنت ہو یا نفل، اگرچہ حج وعمرہ کے علاوہ دیگر غیر فرض یعنی سنت ونفل اعمال کو شروع کرنے کے بعد ان کو پورا کرنے کے ضروری ہونے نہ ہونے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۶، ص۹۴، وص۹۵، مادة "شروع")

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ (بخاری، رقم الحديث ۴۲۵۲، باب عمرة القضاء)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے لئے نکلے، تو تو قریش کے کفار آپ کے اور بیتُ اللہ کے درمیان حائل ہوگئے، تو آپ نے اپنی ہدی کو ذبح کیا، اور حدیبیہ میں اپنے سر کو منڈوایا، اور قریش کے کفار سے اس بات پر فیصلہ (ومعاہدہ) فرمایا کہ آپ آئندہ سال عمرہ (کی قضاء) کریں گے (بخاری)

مذکورہ آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ کو شروع کرنے کے بعد پورا کرنا اور پورا نہ کرسکے، تو

Idara Ghufran

قضاء کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔

مذکورہ آیت میں ایک مسئلہ احصار کا بھی بیان کیا گیا ہے، یعنی جب کوئی حج یا عمرہ کے احرام والا شخص دشمن وغیرہ کی وجہ سے حج یا عمرہ کے مناسک کی ادائیگی سے قاصر وعاجز ہوجائے، تو شریعت کی زبان میں ایسے شخص کو محصَر اور اس عمل کو احصار کہا جاتا ہے۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص ۱۹۶، مادة "احصار")

اور اس طرح کا احصار ہوجانے پر شریعت نے احرام سے نکلنے کے لئے حلال ہونے کا مخصوص طریقہ مقرر کیا ہے (کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص ۱۹۶، و ۱۹۷، مادة "احصار")

اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

جس شخص کو حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد دشمن کی طرف سے رُکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے بیتُ اللہ تک رسائی ممکن نہ رہے، تو ایسا شخص شرعی اعتبار سے محصَر کہلاتا ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک دشمن کی طرف سے رُکاوٹ پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ بیماری کی وجہ سے سفر جاری رکھنے یا سفر کے اخراجات ضائع ہوجانے کی وجہ سے بھی شرعاً احصار متحقق ہوجاتا اور وجود میں آجاتا ہے۔ [1]

اور شرعی اعتبار سے احصار یا محصَر ہونے کے لئے یہ بات شرط اور ضروری ہے کہ حج یا عمرہ یا ان دونوں میں

---

[1] نیز حنفیہ کے نزدیک عورت کے محرم یا شوہر کے راستے میں فوت ہوجانے کی وجہ سے بھی احصار متحقق ہوجاتا ہے۔

ركن الإحصار :اختلف الفقهاء فى المنع الذى يتحقق به الإحصار هل يشمل المنع بالعدو والمنع بالمرض ونحوه من العلل، أم يختص بالحصر بالعدو؟

فقال الحنفية " :الإحصار يتحقق بالعدو، وغيره، كالمرض، وهلاک النفقة، وموت محرم المرأة، أو زوجها، فى الطريق "

ويتحقق الإحصار بكل حابس يحبسه ، يعنى المحرم، عن المضى فى موجب الإحرام .وهو رواية عن الإمام أحمد .وهو قول ابن مسعود، وابن الزبير، وعلقمة، وسعيد بن المسيب، وعروة بن الزبير، ومجاهد، والنخعى، وعطاء ، ومقاتل بن حيان، وسفيان الثورى، وأبى ثور.

ومذهب المالكية :أن الحصر يتحقق بالعدو، والفتنة، والحبس ظلما .كذلک هو مذهب الشافعية والمشهور عند الحنابلة، مع أسباب أخرى من الحصر بما يقهر الإنسان، مما سيأتى ذكره، كمنع الزوج زوجته عن المتابعة.واتفقت المذاهب الثلاثة على أن من يتعذر عليه الوصول إلى البيت بحاصر آخر غير العدو، كالحصر بالمرض أو بالعرج أو بذهاب نفقة ونحوه، أنه لا يجوز له التحلل بذلک.

لكن من اشترط التحلل إذا حبسه حابس له حكم خاص عند الشافعية والحنابلة يأتى بيانه إن شاء الله تعالى.

وهذا القول ينفى تحقق الإحصار بالمرض ونحوه من علة وهو قول ابن عباس وابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے کسی ایک کا احرام شروع ہونے کے بعد اس کی بنیادی ادائیگی میں رُکاوٹ پیدا ہوئی ہو۔ ل
پھر اگر کوئی مرد یا عورت حج کے احرام میں داخل ہونے کے بعد وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت دونوں کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ عمر وطاوس والزهری وزيد بن أسلم ومروان بن الحكم .
استدل الحنفية ومن معهم بالأدلة من الكتاب والسنة والمعقول:
أما الكتاب فقوله تعالى :(فإن أحصرتم فما استيسر من الهدى) ووجه دلالة الآية قول أهل اللغة إن الإحصار ما كان بمرض أو علة، وقد عبرت الآية بأحصرتم، فدل على تحقق الإحصار شرعا بالنسبة للمرض وبالعدو .
وقال الجصاص " :لما ثبت بما قدمته من قول أهل اللغة أن اسم الإحصار يختص بالمرض، وقال الله (فإن أحصرتم فما استيسر من الهدى) وجب أن يكون اللفظ مستعملا فيما هو حقيقة فيه، وهو المرض، ويكون العدو داخلا فيه بالمعنى ."وأما السنة :فقد أخرج أصحاب السنن الأربعة بأسانيد صحيحة، كما قال النووى ، عن عكرمة، قال :سمعت الحجاج بن عمرو الأنصارى قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من كسر أو عرج فقد حل، وعليه الحج من قابل .قال عكرمة :سألت ابن عباس وأبا هريرة عن ذلك فقالا : صدق .وفي رواية عند أبي داود وابن ماجه :من كسر أو عرج أو مرض. . . .
وأما العقل :فهو قياس المرض ونحوه على العدو بجامع الحبس عن أركان النسك فى كل، وهو قياس جلى، حتى جعله بعض الحنفية أولويا.
واستدل الجمهور بالكتاب والآثار والعقل:
أما الكتاب فآية :(فإن أحصرتم فما استيسر من الهدى) قال الشافعى " :فلم أسمع مخالفا ممن حفظت عنه ممن لقيت من أهل العلم بالتفسير فى أنها نزلت بالحديبية .وذلك إحصار عدو، فكان فى الحصر إذن الله تعالى لصاحبه فيه بما استيسر من الهدى .ثم بين رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الذى يحل منه المحرم الإحصار بالعدو، فرأيت أن الآية بأمر الله تعالى بإتمام الحج والعمرة لله عامة على كل حاج ومعتمر، إلا من استثنى الله، ثم سن فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم من الحصر بالعدو .وكان المريض عندى ممن عليه عموم الآية ."يعنى (وأتموا الحج والعمرة لله) . وأما الآثار :فقد ثبت من طرق عن ابن عباس أنه قال :لا حصر إلا حصر العدو، فأما من أصابه مرض، أو وجع، أو ضلال، فليس عليه شىء ، إنما قال الله تعالى :(فإذا أمنتم) وروى عن ابن عمرو والزهرى وطاوس وزيد بن أسلم نحو ذلك.
وروى الشافعى فى الأم عن مالك -وهو عنده فى الموطأ -عن يحيى بن سعيد عن سليمان بن يسار أن عبد الله بن عمر، ومروان بن الحكم، وابن الزبير أفتوا ابن حزابة المخزومى، وأنه صرع ببعض طريق مكة وهو محرم، أن يتداوى بما لا بد له منه، ويفتدى، فإذا صح اعتمر فحل من إحرامه، وكان عليه أن يحج عاما قابلا ويهدى. وهذا إسناد صحيح.
وأما الدليل من المعقول :فقال فيه الشيرازى " :إن أحرم وأحصره المرض لم يجز له أن يتحلل؛ لأنه لا يتخلص بالتحلل من الأذى الذى هو فيه، فهو كمن ضل الطريق ."(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص۱۹۷ تا ۱۹۹ ،مادة"احصار" ، ركن الإحصار)

ل اورحنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اگر حج کا احرام باندھا ہو، تو احصار متحقق ہونے کے لئے وقوفِ عرفہ سے رُکاوٹ پیدا ہونا شرط ہے۔ اور اگر عمرہ کا احرام باندھا ہو، تو بالاجماع اکثرِ طواف سے رُکاوٹ پیدا ہونے سے احصار متحقق ہوتا ہے۔
(كذافى الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص ۱۹۹ ،مادة"احصار"، شروط تحقق الإحصار)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ادائیگی سے عاجز وقاصر ہوگیا،تو اس کے شرعی مُحصَر اوراس عمل کے شرعی احصار ہونے اوراس پرشرعی احصار کے احکام جاری ہونے میں شبہ نہیں۔

اوراگروقوفِ عرفہ کی ادائیگی سے تو عاجز وقاصر ہوگیا،لیکن طوافِ زیارت کی ادائیگی سے قاصر نہیں ہوا،تو بھی حنفیہ کے نزدیک ایسا شخص شرعی مُحصَر کہلاتا ہے،اوراس پرشرعی احصار کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

اوراگروقوفِ عرفہ ادا کرچکا ہے،اوراس کے بعد طوافِ زیارت وغیرہ کی ادائیگی میں رُکاوٹ پیدا ہوگئی،تو وہ شرعاً محصَر نہیں کہلاتا۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ص ۲۰۰،وص ۲۰۱،مادة"احصار"، أنواع الإحصار)

اور جب کوئی مرد یاعورت احرام کے بعد مُحصَر ہوجائے،تو اس کے احرام سے نکلنے کے لئے شریعت نے جو طریقہ مقرر کیا ہے،اُس کو"تحلُّل"یعنی احرام کی پابندیوں سے حلال ہونا اور چھٹکارا پانا کہا جاتا ہے۔ [1]

اورمُحصَر کے تحلُّل یا احرام سے حلال ہونے کا مقصد حاصل کرنے کے لئے ہدی کا ذبح کرنا ضروری ہے، اور ہدی اُس جانور کی جائز ہے،جس جانور کی قربانی جائز ہے،مثلاً اونٹ،گائے،بکری،دُنبہ وغیرہ۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ص ۲۰۹تا۲۱۰، مادة"احصار"، تعريف الهدى)

اورامام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اورامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق جس جگہ حج یا عمرہ سے احصار واقع ہوا اور رُکاوٹ پیدا ہو،اُسی جگہ ہدی کا ذبح کرنا کافی ہے؛اوروہی اس کے ذبح کا محل ہے،لہٰذا اگر کوئی حرم کی حدود سے باہر محصَر بنے،تو اس کو ہدی کا وہیں ذبح کرنا کافی ہے(اگرچہ اُس کو اپنی ہدی کا حرم کی حدود میں ذبح کرانا ممکن ہو)اوراگر حرم کی حدود میں محصَر بنے،تو حرم کی حدود میں ہدی کا ذبح کرنا معتبر ہے۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک اورامام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق محصَر کی ہدی کے ذبح ہونے کے لئے حرم کی حدود کا ہونا ضروری ہے،لہٰذا جب تک محصَر کی طرف سے حرم کی حدود میں ہدی ذبح نہیں کی جائے گی،اُس وقت تک محصَر کو احرام سے تحلُّل اختیار کرنا اوراحرام کی پابندیوں سے آزاد ہونا جائز نہیں ہوگا۔

اوراگر کوئی شخص حرم کی حدود سے باہر محصر ہوا،اوراُس کو حرم کی حدود میں پہنچنا ممکن نہیں،تو حنفیہ کے نزدیک اس کو کسی دوسرے کے واسطے سے حرم کی حدود میں اپنی ہدی ذبح کرانا ضروری ہے۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ص ۲۱۰وص ۲۱۱، مادة"احصار"، مكان ذبح هدى الإحصار)

---

[1] اوراگر کوئی تحلُّل کو اختیار نہ کرے،اوراس احرام کو جاری رکھ کر احصار کے زائل ہونے کا انتظار کرے،تو اس کو"مصابرہ" کہا جاتا ہے(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ص ۲۰۵، وص ۲۰۶،مادة"احصار"، أحكام الإحصار)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور محصَر کی طرف سے ہدی ذبح کر کے حلال ہونے کے لئے ہدی کے ذبح کا کوئی زمانہ اور وقت مقرر نہیں، بلکہ جس وقت بھی اُس کی ہدی ذبح ہو جائے، جائز ہے۔ [1]

اور اگر کوئی محصَر ہدی کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہو، تو فقہائے احناف کے نزدیک اس کے لئے حلال ہونے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں؛ لہٰذا جب تک وہ ہدی ذبح نہیں کرے گا، تو حنفیہ کے نزدیک اُس پر احرام کی پابندیاں لازم رہیں گی۔

اور شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جو محصَر ہدی کے ذبح کرنے سے عاجز وقاصر ہو، تو اُس کا بدل وہی ہے جو حجِ تمتع وقِران کی ہدی کا بدل ہے، یعنی دس روزے رکھنا۔

لہٰذا ایسا شخص جب احرام کی پابندیوں سے نکلنے کے لئے دس روزے رکھ لے گا، تو ایسا سمجھا جائے گا، جیسا کہ اس نے ہدی ذبح کر دی ہے، اور اس کو احرام سے نکلنا جائز ہو جائے گا۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲ ص ۲۱۱ تا ۲۱۳، مادة "احصار"، المغنی لابن قدامة، ج ۳، ص ۳۳۰، مسألة المحصر إذا عجز عن الهدی، أسنی المطالب فی شرح روض الطالب لزكريا بن محمد بن زكريا الأنصاری، ج ۳، ص ۳۶۸، كتاب الكفارات، فصل عدول الرشيد إلى الصوم عند تعسر الرقبة)

اور حنفیہ وغیرہ کے نزدیک محصَر کے حلال ہونے کے لئے ہدی ذبح کرنے کے بعد سَر کے بال مُنڈوانا یا کٹوانا شرط اور ضروری نہیں۔

البتہ شوافع کے نزدیک راجح یہ ہے کہ سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا شرط ہے۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲ ص ۲۱۳، وص ۲۱۴، مادة "احصار"، المغنی لابن قدامة، ج ۳، ص ۳۳۰، مسألة المحصر إذا عجز عن الهدی)

اور جب کوئی حج وعمرہ سے محصَر شخص ہدی ذبح کر کے (اور اس سے عاجز ہونے کی صورت میں بعض حضرات کے نزدیک دس روزے رکھ کر) احرام کی پابندیوں سے نکل جائے، تو حنفیہ کے نزدیک اگر اُس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، تو اُس پر آئندہ ایک حج اور ایک عمرہ کی اور اگر حجِ قران (یعنی ایک ساتھ عمرہ وحج) کا احرام باندھا تھا، تو ایک حج اور دو عمروں کی اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا، تو صرف عمرہ کی قضاء واجب ہو گی۔

جبکہ حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہائے کرام کے نزدیک صرف اُسی چیز کی قضاء واجب ہو گی، جس کا احرام باندھ

---

[1] البتہ حنفیہ میں سے صاحبین کے نزدیک محصَر عن الحج کی ہدی کے ذبح ہونے کے لئے ایامِ نحر خاص ہیں۔
(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۲ ص ۲۱۱، مادة "احصار"، زمان ذبح هدی الإحصار)

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کراحصار پایا گیا تھا۔

چنانچہ اگر حج کا احرام باندھ کر احصار پایا گیا تھا تو صرف حج کی، اور اگر عمرہ کا احرام باندھ کر احصار پایا گیا تھا تو صرف عمرہ کی قضاء واجب ہوگی۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲، ص۲۱۸، مادة احصار، ما يلزم المحصر فی القضاء، تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۱، ص۴۱۸، کتاب المناسک، باب آخر جمع فی الکتاب مسائل الإحصار)

اوراحصار کے نتیجہ میں جو ہدی ذبح کی جاتی ہے، ذبح کرنے کے بعد اُس کا گوشت زکاۃ کے مستحق فقیروں پر صدقہ کرنا واجب ہے، اور ہدی ذبح کرنے والے کو خود اُس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔

(کذافی الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲، ص۲۴۱، و۲۴۲، مادة هدی، دماء الكفارات وهدی الإحصار)

Idara Ghufran

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۳)

شدید اور گاڑھے نبیذ کا حکم

پیچھے احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف طرح کے نبیذ کا استعمال فرمانا اور باسی نبیذ سے پرہیز فرمانا اور اس کی وجہ کی تفصیل گزر چکی ہے، جس سے معلوم ہوگیا کہ شریعت کے پیشِ نظر یہ انتظام ہے کہ نشہ آور چیز بلکہ اس کے ابتدائی درجات واثرات سے بھی حتی الامکان دور ہی رہا جائے، اور اس کے قریبی اور دور کے امکان واحتمال سے بھی بچا جائے، اسی وجہ سے شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بنائے جانے والے مخصوص برتنوں میں بھی نبیذ بنانے سے منع فرمادیا تھا، کیونکہ ایک تو اس وقت شراب سے نفرت دلانا پیشِ نظر تھا، دوسرے ان برتنوں میں خمیر (Yeast) کا اثر موجود ہونے کی وجہ سے نبیذ کو جلد شراب میں تبدیل ہونے کا امکان یا خطرہ تھا، یا ان برتنوں میں ہوا اور آکسیجن کی آمد ورفت نہ ہونے کی وجہ سے نبیذ میں جلدی تغیر پیدا ہونے اور خراب ہونے اور الکوحل پیدا یا جمع ہونے کا امکان تھا، جس کی تفصیل آگے مستقل مضمون میں آتی ہے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبیذ تازہ نہ ہو، یا کسی نبیذ میں کچھ دن رکھے رہنے کی وجہ سے شدت پیدا ہوجائے، اور اس کے ذائقہ میں کسی حد تک تغیر آجائے، لیکن اس میں خمیر (Yeast) واُبال (Boil) پیدا ہوکر شراب نہ بنے، تو ایسے نبیذ کا کیا حکم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کئی احادیث وروایات سے شدید نبیذ اور اس میں پانی شامل کرکے اس کو پینا دونوں طرح ثابت ہے، بشرطیکہ اس کو پی کر نشہ پیدا نہ ہو، پھر بھی اگر کوئی ایسے نبیذ سے پرہیز کرے تو بہتر ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، اور احادیث وروایات کے زیادہ موافق ہونے کی وجہ سے ہمارے نزدیک بھی یہی قول راجح ہے۔ [1]

---

[1] واختلفوا ایضا فی النبیذ الشدید، فقال ابوحنیفة: ھو حلال وان صار مسکرا، الا انه لایشرب قدرالمسکر، وقال غیرہ: ھو خمر، قلیله وکثیرہ (اعلاء السنن، ج ۱۷ ص ۸۲۸۸، کتاب الاشربة، باب حرمة الخمر)

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيْذٍ صَنَعْتُهُ فِيْ دُبَّاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ.

فَقَالَ: اِضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ، فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (سنن ابی داوٗد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً روزہ رکھا کرتے تھے، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افطار کے وقت آپ کے لیے نبیذ (یعنی کشمش یا کھجور کا مشروب) لے کر گیا، میں نے اس (نبیذ) کو دباء (یعنی شراب کے مخصوص برتن) میں بنایا تھا، پھر میں اسے آپ کے پاس لے کر گیا، تو وہ اس وقت جوش مار رہا تھا تو (اسے دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے باغ میں بہا دو، اس لیے کہ یہ اس آدمی کا مشروب ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا (ابوداؤد)

یہ مشروب جوش مارنے یا اُبال (Boil) پیدا ہونے کی وجہ سے نشہ آور ہو چکا تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل پسند نہیں فرمایا، اور اس نشہ آور مشروب کو اللہ اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے لوگوں کا مشروب قرار دیا، کیونکہ اس طرح کا مشروب وہی لوگ استعمال کرتے ہیں، جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس نبیذ میں خمیر (Yeast) و جوش یا اُبال (Boil) پیدا ہو جائے، تو وہ نشہ آور ہونے کی وجہ سے شراب کا حکم حاصل کر لیتا ہے، اور جائز نہیں رہتا۔ [2]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۳۷۱۶، کتاب الاشربة، باب کراهیه النبیذ اذا غلی.

قال شعیب الانؤوط: حدیث حسن، هشام بن عمار متابع، وخالد بن عبد الله بن حسین -وهو الدمشقی- روی عنه جمع، وذكره ابن حبان فی "الثقات"، فهو حسن الحدیث (حاشیة ابی داوٗد)

[2] قوله: (ینش) بفتح الیاء التحتیة وكسر النون :أی إذا غلی یقال :نشت الخمر تنش نشیشا إذا غلت (نیل الاوطار للشوكانی، ج۸، ص ۲۱۹، كتاب الاشربة)

(فتحینت فطره) أی طلبت حین فطره (فی دباء) أی قرع (ثم أتیته) أی رسول الله صلی الله علیه وسلم (به) أی بالنبیذ (فإذا هو ینش) بفتح الیاء التحتیة وكسر النون أی یغلی یقال نشت الخمر تنش نشیشا إذا غلت (اضرب بهذا الحائط) أی اصببه وأرقه فی البستان وهو الحائط (عون المعبود، ج۱۰، ص ۱۲۹، باب فی النبیذ إذا غلا)

Idara Ghufran

أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَ نَشْرَبُ؟ قَالَ: لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ، وَلَا فِي النَّقِيْرِ، وَانْتَبِذُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَإِنِ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ (سنن أبى داود) [1]

ترجمہ: عبدالقیس کے وفد نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم کس (برتن میں مشروب وغیرہ) میں پیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ (شراب بنانے کے مخصوص برتنوں) دباء اور مزفت اور نقیر میں نہ پیا کرو، اور مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزہ میں اس نبیذ کے اندر (کچھ زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے) شدت (یعنی گاڑھا پن) پیدا ہو جائے تو (کیا حکم ہے)؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں پانی ڈال دیا کرو (ابوداؤد)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيْذِ عَبْدُ الْقَيْسِ أَتَوْهُ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ رِيْفٍ، وَإِنَّا نُصِيْبُ مِنَ الْبَقْلِ فَأْمُرْنَا بِشَرَابٍ، فَقَالَ: اِنْتَبِذُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ، وَلَا تَنْبِذُوْا فِي الْجَرِّ، وَلَا الدُّبَّاءِ وَلَا الْمُزَفَّتِ وَلَا النَّقِيْرِ، فَإِنِّيْ نُهِيْتُ عَنِ الْخَمْرِ، وَالْمَيْسِرِ، وَالْكُوْبَةِ - وَهِيَ الطَّبْلُ - وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِذَا اشْتَدَّ. قَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِذَا اشْتَدَّ قَالَ: صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ: فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ: فَإِذَا اشْتَدَّ فَأَهْرِقُوْهُ (المعجم الكبير للطبرانى) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبیذ کے بارے میں سب سے پہلے عبدالقیس (کے وفد) نے سوال کیا، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم دیہات کے رہنے والے

---

[1] رقم الحديث ٣٦٩٦، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية.

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية ابوداؤد)

وقال الالبانى: قلت: وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابن بذيمة وحبتر، وهما ثقتان (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٤٢٥)

[2] رقم الحديث ١٢٥٩٨، ١٢٥٩٩، ج١٢، ص١٠١، شرح معانى الآثار، رقم الحديث ٦٤٧٨.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، اور ہمیں سبزی و پھل حاصل ہوتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اُن کے مشروبات (اور جوس استعمال کرنے) کا حکم دیا، اور فرمایا کہ تم لوگ نبیذ مشکیزوں میں بنایا کرو، اور تم (شراب بنانے کے مخصوص برتنوں) جر اور دباء اور مزفت اور نقیر میں نبیذ نہ بنایا کرو، میں نے تمہیں شراب اور جوے، اور کوبہ یعنی طبل سے منع کر دیا ہے، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر نبیذ میں شدت (اور گاڑھاپن) پیدا ہو جائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں پانی ڈال لیا کرو، انہوں نے پھر کہا کہ اے اللہ کے رسول! اگر نبیذ میں شدت (اور گاڑھاپن) پیدا ہو جائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس میں پانی ڈال لیا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ جب شدت پیدا ہو جائے، تو تم اسے انڈیل دیا کرو (طبرانی، شرح معانی الآثار)

اور عبدالقیس وفد کے ایک صحابی کی روایت میں ہے کہ:

فَقَالَ: لَا تَشْرَبُوْا فِيْ نَقِيْرٍ، وَلَا مُزَفَّتٍ، وَلَا دُبَّاءٍ، وَلَا حَنْتَمٍ وَاشْرَبُوْا فِي الْجِلْدِ الْمُوْكٰى عَلَيْهِ فَإِنِ اشْتَدَّ فَاكْسِرُوْهُ بِالْمَاءِ فَإِنْ أَعْيَاكُمْ فَأَهْرِيْقُوْهُ (سنن أبی داود) [1]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (شراب بنانے کے مخصوص برتنوں) نقیر اور مزفت اور دباء اور حنتم میں نبیذ نہ پیا (اور بنایا) کرو، اور تم کھال کے مشکیزے میں نبیذ پیا (اور بنایا) کرو، پھر اگر نبیذ میں شدت (اور گاڑھاپن) پیدا ہو جائے؟ تو اس کو پانی سے توڑ دیا کرو (یعنی اس میں پانی ملا لیا کرو اور اگر وہ شدت تم سے ختم نہ ہو) تو تم اسے پھینک دیا کرو (ابوداؤد، ابنِ ابی عاصم)

اس طرح کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۶۹۵، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية، الآحاد والمثانى، لا بن أبى عاصم، رقم الحديث ۲۹۳۴.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل أبى القموص زيد بن على. عوف: هو ابن أبى جميلة الأعرابى، وخالد: هو ابن عبد الله الواسطى الطحان (حاشية ابوداوٗد)

[2] عن محمد بن سيرين, عن أبى هريرة, عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لوفد عبد القيس: لا تشربوا فى نقير, ولا مقير, ولا دباء, ولا حنتم, ولا مزادة, ولكن اشربوا فى سقاء أحدكم غير مسكر, فإن خشى شدته فليصب عليه الماء. لفظ ابن منيع (سنن الدارقطنى، رقم الحديث ۴۶۷۴)

Idara Ghufran

جس کی سند کو بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے، لیکن اس کی تائید دیگر احادیث و روایات سے ہوتی ہے۔ [1]

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مرسلاً اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے متصلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لِيُنْبِذْ أَحَدُكُمْ فِيْ سِقَائِهِ، فَإِذَا خَشِيَهُ فَلْيُشَجِّجْهُ بِالْمَاءِ (مصنف عبد الرزاق) [2]

ترجمہ: تم اپنے مشکیزے میں نبیذ بنایا کرو، پھر جب اس میں (شدت پیدا ہونے کی وجہ سے نشہ کے کچھ ابتدائی آثار پیدا ہونے کا) خوف ہوجائے، تو اس میں پانی ملا لیا کرو (عبدالرزاق)

مطلب یہ ہے کہ اگر نبیذ کو کچھ زیادہ وقت گزر جائے، جس کی وجہ سے اس کے اندر شدت پیدا ہوجائے، اور اس میں نشہ کے ابتدائی آثار پیدا ہونے کا خوف ہوجائے، لیکن ابھی تک وہ شراب نہ بنے، یعنی اس میں سڑ کر اور خمیر اُٹھ کر (Fermented liquor) اُبال (Boil) پیدا نہ ہو، تو اس میں پانی شامل کر لیا کرو، تاکہ اس کی شدت اور گاڑھا پن ٹوٹ جائے، اور ختم ہوجائے، اور پھر اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ حکم اسی وقت ہے، جب وہ شراب نہ بنے، کیونکہ شراب میں تو پانی ملا کر پینا

---

[1] عن محمد بن سيرين، عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ,أنه قال لوفد عبد القيس " :لا تشربوا في نقير ,ولا مقير ,ولا دباء ,ولا حنتم ,ولا مزادة ,ولكن اشربوا في سقاء أحدكم غير مسكر ,فإن خشي شرته فليصب عليه الماء "لفظ ابن منيع ,ورواه جماعة عن نوح بن قيس ,لم يذكروا فيه هذه اللفظة ,فيشبه أن تكون من قول بعض الرواة وروى في الكسر بالماء من وجه آخر عن أبي هريرة ,وإسناده ضعيف(السنن الكبرى،للبيهقي، رقم الحديث ۱۷۴۳۰)

(باب ما جاء في الكسر بالماء) ذكر فيه حديثا عن احد الوفد الذين وفدوا إلى نبي الله صلى الله عليه وسلم من عبد القيس ثم قال (الروايات الثابتة في قصة وفد عبد القيس خالية عن هذه اللفظة وفي هذا الاسناد من يجهل حاله) - قلت -رواه أبو داود في سننه باسناد رجاله ثقات معروفون ليس فيهم مجهول الا هذا الصحابي الذي هو من جملة وفد عبد القيس والصحابة عندهم عدول لا تضرهم الجهالة.وكذا قال البيهقي في غير موضع وإذا كان كذلك فهذه اللفظة زيادة من ثقة فهي مقبولة -ثم ذكر البيهقي هذا الحديث من جهة أبي هريرة وفي آخره (فان خشي شربه فليصب عليه الماء) ثم قال (رواه جماعة لم يذكروا فيه هذه اللفظة فيشبه ان تكون من قول بعض الرواة) - قلت -هذا دعوى والراوي إذا كان ثقة قبلت زيادته كما تقدم(الجوهر النقي على سنن البيهقي للتركماني، ج۸، ص ۳۰۲، وص ۳۰۳، باب ما جاء في الكسر بالماء)

[2] رقم الحديث ۱۶۹۴۹، ورقم الحديث ۱۶۹۵۰،كتاب الاشربة، باب الظروف والأشربة والأطعمة.

Idara Ghufran

جائز نہیں ہوتا۔ [1]

اور حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِإِنَاءِ نَبِيْذٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ حَتّٰى تَرَقَّقَ، ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ (المعجم الكبير للطبراني) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن میں نبیذ لایا گیا، جس میں آپ نے پانی ڈالا، یہاں تک کہ اس کی شدت ختم ہوگئی، پھر آپ نے اس کو نوش فرمایا (طبرانی، ابنِ قانع)

اس طرح کی احادیث وروایات اور سندوں سے بھی مروی ہیں، جن میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی

---

[1] فإن اشتد فاكسروه بالماء ، فإن أعياكم، فأهريقوه، وسنده جيد.

وقيل في الجواب :إن الاشتـداد الـغلظة، لا الإسكار، وهذا مهملٌ، لأن الاشتدادَ المستعمل في الـمسـكرات، والأنبذة بمعنى المُسكر، كما في مسلم :حـدثنا إسحاق بن إبراهيم، ومحمد بن أحـمـد بـن أبي خلف، واللفظ لابن أبي خلف، قالا :أخبـرنـا زكريا بن عدي، قال :أخبرنا عبيد الله، وهو ابن عمرو، عن زيد بن أبي أُنيسة، عن سعيد بن أَبي بُردة :حدثنا أبو بُردة عن أبيه، قال : بـعثـني رسول الله صلى الله عليه وسلّم ومعاذاً إلى اليمن، فقال :ادعوا الناس، وبشِّرا ولا تنفِّرا، ويسِّرا ولا تعسرا، قال :فقلت :يـا رسول الله أفتنا في شرابين، كنا نصنعهما باليمن :البِتْع، وهو مـن الـعسـل، يـنبـذ حتـى يشتد، والمِزْر، وهو من الذرة، والشعير، ينبذ حتى يشتد، قال :وكان رسـول الـله صلى الله عليه وسلم قد أعطى جوامع الكلم بخواتمه، فقال :أنهى عن كل مسكر، أسكر عن الصلاة .وقيل :إن المراد بالاشتداد الحموضة.

وأقول :أيُّ فـائـدة في الإهراق في هذه الصورة؟ فإنَّ دفعَ الحموضة ممكن بالماء أيضاً، والماء الـمـخـتـلـط بـالـنبـيـذ يـكـون أصلح من الماء القَرَاح، فأيُّ نفع في الإهراق؟(فيض الباري شرح البخاري، للكشميري، ج٦، ص١٦، كتاب الاشربة، باب شراب الحلواء والعسل)

فـفـي هذا الحديث إباحة شرب النبيذ .فـإن قال قائل :إنـمـا أبـاحه بعد كسره بالماء ,وذهاب شدته .قيل له :هذا كلام فاسد ,لأنـه لو كان في حال شدته حراما ,لكان لا يحل ,وإن ذهبت شدته بصب الماء عليه .ألا ترى أن خمرا لو صب فيها ماء ,حتى غلب الماء عليها ,أن ذلك حرام .فـلما كان قد أبيح في هذا الحديث الشراب الشديد ,إذا كسر بالماء ,ثبت بذلك أنه قبـل أن يكسر بالماء غير حرام .فثبـت بما روينا في هذا الباب ,إبـاحة ما لا يسكر ,من النبيذ الشديد ,وهو قول أبي حنيفة ,وأبي يوسف ,ومـحـمد رحمهم الله تعالى(شرح معاني الآثار، تحت رقم الحديث ٦٤٨٣، كتاب الاشربة، باب ما يحرم من النبيذ)

[2] رقم الحديث ٦٨٩، ج٢٠ ص ٢٩١، معجم الصحابة لابن قانع، رقم الحديث ١٦٨٥ .

قـال الهيثـمـي: رواه الطبراني عن شيخه العباس بن الفضل الأسفاطي ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨١٦٣، كتاب الاشربة، باب فيمن يشرب من العصير الحلو ونحوه)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

روایت بھی ہے۔ ۱

اور ایک اور صحابی کی روایت بھی ہے۔ ۲

اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔ ۳

اور عبد المطلب بن ابی وداعہ کی دوسری سندوں سے مروی روایات بھی ہیں۔ ۴

---

۱ حدثنا عبد الرحيم بن سليمان ، عن يزيد بن أبي زياد ، عن عكرمة ، عن ابن عباس، قال : أتى النبي صلى الله عليه وسلم السقاية ، فقال :اسقوني من هذا ، فقال العباس :ألا نسقيك مما نصنع في البيوت ؟ قال : لا ، ولكن اسقوني مما يشرب الناس ، قال :فأتي بقدح من نبيذ فذاقه فقطب ، ثم قال :هلموا ماء ، فصبه عليه ، ثم قال :زد فيه ، مرتين ، أو ثلاثا ، ثم قال :إذا أصابكم هذا فاصنعوا به هكذا(مصنف ابنِ ابی شیبة، رقم الحديث ۲۴۳۳۷)

۲ عن عكرمة بن خالد ، عن رجل من آل الوداع ، قال :استسقى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يطوف بالبيت ، فقال رجل :ألا نسقيك من شراب نصنعه ؟ فأتاه بإناء فيه نبيذ زبيب ، فقال :ألا أكفأت عليه إناء ، أو عرضت عليه عودا ؟ ثم شرب منه فقطب ، ثم دعا بماء فصبه فيه فشرب ؟ وسقى أصحابه(مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۱۴۸۴۷)

۳ أخبرنا الحسن بن إسمعيل بن سليمان، قال :أنبأنا يحيى بن يمان، عن سفيان، عن منصور، عن خالد بن سعد، عن أبي مسعود، قال :عطش النبي صلى الله عليه وسلم
حول الكعبة فاستسقى، فأتي بنبيذ من السقاية، فشمه فقطب، فقال :علي بذنوب من زمزم، فصب عليه، ثم شرب، فقال رجل :أحرام هو يا رسول الله؟ قال :لا وهذا خبر ضعيف لأن يحيى بن يمان انفرد به دون أصحاب سفيان، ويحيى بن يمان لا يحتج بحديثه لسوء حفظه، وكثرة خطئه(سنن النسائی، رقم الحديث ۵۷۰۳)

حدثنا يحيى بن يمان ، عن سفيان ، عن منصور ، عن خالد بن سعد ، عن أبي مسعود ؛ أن النبي صلى الله عليه وسلم عطش وهو يطوف بالبيت حول الكعبة ، فاستسقى فأتي بنبيذ من السقاية ، فشمه فقطب ، فقال :علي بذنوب من زمزم ، فصب عليه وشرب ، فقال رجل :حرام هو يا رسول الله ؟ فقال :لا(مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۳۹)

زيد بن الحباب ,عن سفيان الثورى ,عن منصور ,عن خالد بن سعد ,(ص476:) عن أبي مسعود ,قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم أتي بإناء فيه نبيذ ,فأخذه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقطب ثم رده , فتبعه الرجل ,فقال :يا رسول الله أحرام هو؟ ,فأخذه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم دعا بذنوب من ماء زمزم فصبه فيه فشرب ,ثم قال :إذا اغتلمت عليكم الأنبذة فاكسروها بالماء .لا يصح هذا عن زيد بن الحباب ,عن الثورى ,ولم يروه غير اليسع بن إسماعيل وهو ضعيف ,وهذا حديث معروف بيحيى بن يمان ويقال :إنه انقلب عليه الإسناد واختلط عليه بحديث الكلبي ,عن أبي صالح والله أعلم(سنن الدارقطنی، رقم الحديث ۴۶۹۷)

۴ عن الكلبي، عن أبي صالح ,عن المطلب بن أبي وداعة السهمي ,قال :طاف رسول الله صلى الله عليه وسلم بالبيت في يوم قائظ شديد الحر فاستسقى رهطا من قريش ,فقال :هل عند أحد منكم شراب فيرسل إلي؟ , "فأرسل رجل منهم إلى منزله فجاء ت جارية معها إناء فيه نبيذ زبيب ,فلما رآها النبي صلى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے۔ ۱؎

اور ان کی اسناد پر محدثین نے کلام کیا ہے، مگر گزشتہ معتبر احادیث وروایات سے یہ مضمون ثابت ہے، جس کی وجہ سے یہ کلام اس مسئلہ میں نقصان دہ نہیں ہے۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله عليه وسلم قال :ألا خمرته ولو بعود تعرضه عليه ,فلما أدنى الإناء منه وجد له رائحة شديدة فقطب ورد الإناء ,فقال الرجل :يا رسول الله إن يكن حراما لم تشربه فاستعاد الإناء وصنع مثل ذلک ,فقال الرجل مثل ذلک ,فدعا بدلو من ماء زمزم فصبه على الإناء ,وقال :إذا اشتد عليكم شرابكم فاصنعوا به هكذا. الكلبي متروک ,وأبو صالح ضعيف واسمه باذان مولى أم هانء(سنن الدارقطنی، رقم الحدیث ۴۶۹۲)

عن الكلبی، عن أبی صالح باذان ,عن المطلب بن أبی وداعة ,قال :طاف النبی صلى الله عليه وسلم بالبيت ,وقال :اسقونی ,فأتی بنبيذ زبيب فشرب فقطب فرده ,فقلت :يا نبی الله أحرام هو؟ فوالله إنه لشراب , فسكت فأعاد عليه فسكت ,فقال :يا نبی الله أحرام هو؟ فوالله إنه لشراب أهل مكة من آخرهم ,قال :ردوه ,وأمرهم أن يصبوا عليه الماء فجعل يمصه ,ويقول :صب ,ثم عاد حتى أمكن شربه ,فقال :اصنعوا به هكذا (سنن الدارقطنی، رقم الحدیث ۴۶۹۳)

۱؎ عن الشيبانی ، عن عبد الملک ، قال :سألت ابن عمر عن النبيذ الشديد ؟ فقال :جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم مجلسا بمكة ، فجاء ه رجل فجلس إلى جنبه ، فوجد منه ريحا شديدة ، فقال :ما هذا الذی شربت ؟ فقال :نبيذ ، فقال :جئنی منه ، قال :فدعا بماء فصبه عليه وشرب ، ثم قال :إذا اغتلمت عليكم أسقيتكم فاكسروها بالماء (مصنف ابنِ ابی شيبة،باب فی الرخصة فی النبيذ ، ومن شربه، رقم الحدیث ۲۴۳۵۹)

إسحاق بن محمد بن الفضل الزيات ,نا يوسف بن موسى ,نا جرير ,عن أبی إسحاق الشيبانی ,عن مالک بن القعقاع ,قال :سألت ابن عمر عن النبيذ الشديد ,فقال :جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم فی مجلس فوجد من رجل ريح نبيذ ,فقال :ما هذه الريح؟ ,قال :ريح نبيذ ,قال :فأرسل فليؤت منه ,فأرسل فأتى به فوضع فيه رأسه فشمه ثم رجع فرده حتى إذا قطع الرجل البطحاء رجع ,فقال :أحرام أم حلال؟ ,قال :فوضع رأسه فيه فوجده شديدا فصب عليه الماء ثم شرب ,فقال :إذا اغتلمت أسقيتكم فاكسروها بالماء .كذا قال مالک بن القعقاع , وقال غيره عن عبد الملک بن نافع بن أخی القعقاع وهو رجل مجهول ضعيف ,والصحيح عن ابن عمر ,عن النبی صلى الله عليه وسلم قال :ما أسكر كثيره فقليله حرام ,وقد تقدم ذكره(سنن الدارقطنی، رقم الحدیث ۴۶۹۴)

۲؎ يحيى بن يمان، عن سفيان، عن منصور (ق-۱۷۳-أ)عن خالد بن سعد، عن أبی مسعود "أن النبی (صلى الله عليه وسلم) عطش وهو يطوف، فأتی بنبيذ من السقاية، فقطب، فقال له رجل :أحرام هو يا رسول الله؟ قال :لا، علی بذنوب من ماء زمزم .فصبه عليه، ثم شرب وهو يطوف بالبيت ."رواه الدارقطنی وقال : هذا معروف بابن يمان، يقال أنه انقلب عليه الإسناد، واختلط عليه بحديث الكلبی، عن أبی صالح، ورواه اليسع بن إسماعيل، وهو ضعيف، عن زيد بن الحباب، عن الثوری، وقال النسائی وغيره :لا يحتج بيحيى بن يمان، لسوء حفظه وكثرة خطئه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی معتبر سندوں کے ساتھ اس طرح کا مضمون مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ہمام سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ عُمَرُ بِنَبِيْذِ زَبِيْبٍ مِنْ نَبِيْذِ زَبِيْبِ الطَّائِفِ، قَالَ: فَلَمَّا ذَاقَهُ قَطَّبَ فَقَالَ: إِنَّ لِنَبِيْذِ زَبِيْبِ الطَّائِفِ لَغُرَامًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ فَشَرِبَ، وَقَالَ: إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْكُمْ فَصُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ وَاشْرَبُوْا (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس طائف کی کشمش کی نبیذوں میں سے ایک کشمش کی نبیذ لائی گئی، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چکھا، تو آپ نے (اس کے بدذائقہ ہونے کی وجہ سے) منہ بنایا، پھر آپ نے فرمایا کہ طائف کی کشمش کی نبیذ میں شدت ہوتی ہے، پھر آپ نے پانی منگا کر اس میں ڈالا، پھر آپ نے پیا، اور فرمایا کہ جب نبیذ تمہیں شدید معلوم ہو، تو تم اس پر پانی ڈال کر پی لیا کرو (ابنِ ابی شیبہ)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عمر بن علی المقدمی، عن الکلبی، عن أبی صالح، عن المطلب بن أبی وداعة السهمی قال " :طاف رسول الله بالبیت فی یوم شدید الحر، فاستسقی، فأرسل رجل إلی امرأته، فجاء ت جاریة معها نبیذ زبیب، فلما رآه النبی (صلی الله علیه وسلم) قال :ألا خمرتموه ولو بعود، فلما أدنی الإناء منه وجد له رائحة شدیدة، فقطب، ورد الإناء ، فقال الرجل :یا رسول الله، إن یکن حراما لم نشربه، فاستعاد الإناء ، وصنع مثل ذلک، وقال الرجل مثل ذلک، فدعا بدلو من ماء زمزم، فصبه علیه، وقال :إذا اشتد علیکم شرابکم، فاصنعوا هکذا ."الکلبی لیس بثقة.

جریر، عن أبی إسحاق الشیبانی، عن مالک بن القعقاع، قال " :سألت ابن عمر عن النبیذ الشدید، فقال : جلس رسول الله فی مجلس، فوجد من رجل ریح نبیذ، فقال :ما هذه الریاح؟ قال :ریح نبیذ .قال :فأرسل، فائتونا منه .فأرسل، فأتی به، فوضع فیه رأسه فشمه، ثم رده حتی إذا قطع الرجل البطحاء ، رجع فقال :أحرام هو یا رسول الله؟ فوضع رأسه فیه فوجده شدیدا، فصب علیه الماء ثم شرب، فقال :إذا اغتلمت أسقیتکم فاکسروها بالماء ."

رواهما الدارقطنی .وعبد الملک بن نافع مجهول .والشیبانی یسمیه مالک ابن نافع؛ وهو ضعیف.

ویروی نحوه من حدیث ابن عباس.

قلت :لا یصح حدیثه أیضا (تنقیح التحقیق فی أحادیث التعلیق للذهبی، ج۲، ص۳۰۴، وص۳۰۵، کتاب الاشربة)

[1] رقم الحدیث ۲۴۳۴۸، کتاب الاشربة، باب فی الرخصة فی النبیذ ومن شربه، ورقم الحدیث ۲۳۸۷۷.

Idara Ghufran

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح کے واقعات اور ارشادات دیگر کئی معتبر سندوں سے مروی ہیں۔ ؎
اس سے معلوم ہوا کہ گاڑھے اور متغیر نبیذ کو نشہ آور ہونے کی صورت میں پینا تو منع ہے، اور اس سے پہلے

؎ عن همام بن الحارث ، قال :أتي عمر بنبيذ فشرب منه فقطب ثم قال :إن نبيذ الطائف له عرام ثم ذكر شدة لا أحفظها ثم دعا بماء فصب عليه ثم شرب قال أبو جعفر :وهذا لعمرى إسناد مستقيم ولا حجة له فيه بل الحجة عليه ؛ لأنه إنما يقال :قطب لشدة حموضة الشيء ومعنى قطب في كلام العرب خالطت بياضه حمرة ، مشتق من قطبت الشيء أقطبه وأقطبه إذا خلطته وفي الحديث له عرام أى خبث ، ورجل عارم أى :خبيث (الناسخ والمنسوخ للنحاس، رقم الحديث ۹۴)

عن عثمان بن أبي العاص ,أن عمر مر على إداوة لرجل من ثقيف ,فقال :ائتوني بهذا النبيذ , فأتى به فأخذه فوجده شديدا ,فقال :من رابه من هذا النبيذ شيء فليكسر منته بالماء (سنن الدارقطني، رقم الحديث ۴۶۸۶)

عن نافع بن علقمة ، قال :أمر عمر رضى الله عنه بنزل له في بعض تلك المنازل فأبطأ عليهم ليلة فجيء بطعام فطعم ثم أتي بنبيذ قد أخلف واشتد فشرب منه ثم قال : إن هذا لشديد ثم أمر بماء فصب عليه ثم شرب هو وأصحابه (الناسخ والمنسوخ للنحاس، رقم الحديث ۹۱)

عن أبي وائل قال " :غزوت مع عمر بن الخطاب الشام، فنزلنا منزلا فجاء دهقان يستدل على أمير المؤمنين حتى أتاه، فلما رأى الدهقان عمر سجد له، فقال عمر ما هذا السجود؟ !قال: هكذا نفعل بالملوک .فقال عمر :اسجد لربک الذى خلقک .فقال :يا أمير المؤمنين، إنى صنعت لک طعاما فأتتنى فقال :عمر هل فى بيتک شيء من تصاوير العجم؟ قال :نعم .قال :لا حاجة لنا فى بيتک،ولكن انطلق فابعث إلينا بلون من الطعام، ولا تزدنا عليه .قال :فانطلق فبعث إليه بالطعام، فأكل منه، فقال عمر لغلامه :هل فى إداوتک شيء من ذلک النبيذ؟ قال :نعم. قال :فأتاه فصبه فى إناء ثم شمه فوجده منكر الريح، فصب عليه الماء ثلاث مرات، ثم شرب، ثم قال :إذا رابكم من شرابكم هذه فافعلوا به هكذا .ثم قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم -يقول :لا تلبسوا الديباج والحرير، ولا تشربوا فى آنية الفضة والذهب، فإنها لهم فى الدنيا، ولكم فى الاخرة ."هذا إسناد رواته ثقات (اتحاف الخيرة المهرة للبوصيرى، تحت رقم الحديث ۳۵۶۳)

عن سعيد بن المسيب ؛ أن قوما من ثقيف لقوا عمر بن الخطاب وهو قريب من مكة ، فدعاهم بأنبذتهم ، فأتوه بقدح من نبيذ فقربه من فيه ، ثم دعا بماء فصبه عليه مرتين ، أو ثلاثا ، فقال : اكسروه بالماء(مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۴۹)

عن هزيل بن شرحبيل ، قال :مر عمر بن الخطاب على ثقيف فاستسقاهم ، فقالوا :أخبؤوا نبيذكم ، فسقوه ماء ، فقال :اسقوني من نبيذكم يا معشر ثقيف ، قال :فسقوه ، فأمر الغلام فصب ، ثم أمسک بيده ، ثم قال :يا معشر ثقيف ، إنكم تشربون من هذا الشراب الشديد ، فأيكم رابه من شرابه شيء ، فليكسره بالماء (مصنف ابنِ ابى شيبة، رقم الحديث ۲۴۳۷۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جائز ہے، اگرچہ پانی ملا لینا مناسب ہے۔ [1]

حضرت عتبہ بن فرقد سے روایت ہے کہ:

قَـدِمْـتُ عَـلٰـى عُـمَـرَ، فَدَعَا بِعُسٍّ مِنْ نَبِيْذٍ قَدْ كَادَ يَصِيرُ خَلًّا، فَقَالَ: اِشْرَبْ، فَـأَخَـذْتُـهُ فَشَرِبْتُهُ، فَمَا كِدْتُ أَنْ أَسِيغَهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ فَشَرِبَهُ، ثُمَّ قَالَ : يَا عُتْبَةُ، إِنَّا نَشْـرَبُ هٰـذَا النَّبِيْذَ الشَّدِيْدَ لِنَقْطَعَ بِهٖ لُحُوْمَ الْإِبِلِ فِيْ بُطُوْنِنَا أَنْ يُّؤْذِيَنَا (مصنف ابنِ ابی شیبة) [2]

ترجمہ: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو آپ نے نبیذ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا جو سرکہ بننے کے قریب تھا (اور اس میں شدت پیدا ہو چکی تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ پی لیجئے، تو میں نے آپ سے اس کو لیا، پھر اس کو پیا، تو مجھ سے وہ نگلا نہیں جا رہا تھا، پھر آپ نے اس کو لے کر پی لیا، پھر فرمایا کہ اے عتبہ! ہم یہی شدید نبیذ پیتے ہیں، تاکہ ہم اپنے پیٹوں میں اونٹ کے گوشت کو گلائیں، جو کہ ہمیں ایذاء پہنچاتا ہے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ اونٹ کا گوشت جو ہم کھاتے ہیں، وہ اس شدید نبیذ سے جلدی ہضم ہو جاتا ہے، اور ایذاء کا باعث نہیں بنتا۔

اور حضرت عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ : إِنَّـا نَشْرَبُ هٰذَا الشَّرَابَ الشَّدِيْدَ، لِنَقْطَعَ بِهٖ لُحُوْمَ الْإِبِلِ فِيْ بُطُوْنِنَا أَنْ يُّؤْذِيَنَا، فَمَنْ رَابَهٗ مِنْ شَرَابِهٖ شَيْءٌ، فَلْيَمْزُجْهُ بِالْمَاءِ (مصنف ابنِ ابی شیبة) [3]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک ہم یہ شدید مشروب (نبیذ یا طلاء) اس

---

[1] وأمرهم باصلاحها بصب الماء عليها وهذا يدل على ان المحرم منها قدر مايبلغ حد الاسكار، ومالم يبلغ ذلک الحد بل يكون قليلاً حل شربها واما الثانى ففيه تفريق بين الخمر وكل مسكر سواه، فان الخمر نجسة حرام منه قليلها وكثيرها، واما سائر المسكرات فحرمتها منوطة ببلوغها حد الاسكار، واما قبل الاسكار فحلال، والى هذا اشار مولانا محمد يحيى المرحوم فى تقريره قوله: فان اشتد فاكسروه بالماء فيه حجة الامام حيث فرق بين الخمر وغيرها من المسكرات، فلوكانت سائر المسكرات مشتركا لها فى الحكم لما جاز السكر بالماء، فان النجس لايطهر بصب الماء، فعلم انها ليست بنجسته، وان حرمتها لعارض، السكر لايعينها بخلاف الخمر، انتهى (بذل المجهود، ج۱۶، ص۳۲، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية)

[2] رقم الحديث ۲۴۳۴۷، كتاب الاشربة، باب فى الرخصة فى النبيذ ومن شربه.

[3] رقم الحديث ۲۴۳۴۶، كتاب الاشربة، باب فى الرخصة فى النبيذومن شربه.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لئے پیتے ہیں، تاکہ اپنے پیٹوں میں اونٹوں کے گوشت کو ایذاء پہنچانے سے روکیں، پس جس کو اپنے مشروب (و نبیذ) میں (تغیر پیدا ہونے یا شدت آ جانے کی وجہ سے نشہ کے کچھ ابتدائی آثار کا) کوئی شک ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ پانی شامل کرلے (ابنِ ابی شیبہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَزُوْرًا لِطَعَامِهِمْ، وَاَنَّ الْعَتِيْقَ مِنْهَا لِآلِ عُمَرَ، وَاِنَّهُ لَايَقْطَعُ لُحُوْمَ هٰذِهِ الْإِبِلِ فِيْ بُطُوْنِهَا اِلَّا النَّبِيْذُ الشَّدِيْدُ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى (كتاب الآثار للشيباني، رقم الحديث ۸۳۴، باب النبيذ الشديد)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک مسلمانوں کے کھانے کے لئے اونٹنیاں ہیں، اور اُن میں سے معمّر (یعنی عمر رسیدہ) اونٹ، عمر کے اہل و عیال کے لئے ہیں (جن کا گوشت کچھ ثقیل ہوتا ہے) اور ان اونٹوں کے گوشتوں کی ایذاؤں کو پیٹوں میں شدید نبیذ ہی ختم کرسکتی ہے۔

امام محمد نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے (کتاب الآثار)

یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شدید نبیذ جائز ہے۔

اگر نبیذ کو کھجور سے تیار کیا گیا ہو، تو کھجور میں معدہ کو قوت بخشنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

اور اگر نبیذ کو شہد سے تیار کیا گیا ہو، تو اس کے پیٹ و معدہ کے لئے افادیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اور اگر نبیذ کو کشمش سے تیار کیا گیا ہو، تو کشمش کی خاصیتوں میں طبیعت کو نرم کرنا، معدے کو جلاء بخشنا، اور سدّ وں کو دُور کرنا جیسی چیزیں داخل ہیں (ملاحظہ ہو: بستانُ المفردات، صفحہ ۲۲۱)

اور اگر انگور کے رَس یا شیرہ کو پکا کر نبیذ بنایا گیا ہو، جس کو طلاء بھی کہا جاتا ہے، اور اس کا ذکر آگے آتا ہے، تو انگور کی خاصیتوں میں بھی سریع الہضم ہونا داخل ہے (ملاحظہ ہو: بستانُ المفردات، صفحہ ۶۰)

اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ رائے طبی تحقیق کے مطابق تھی۔

جلیلُ القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أُتِيَ بِأَعْرَابِيٍّ قَدْ سَكِرَ، طَلَبَ لَهُ عُذْرًا فَلَمَّا أَعْيَاهُ

Idara Ghufran

لِذَهَابِ عَقْلِهِ، قَالَ: أَحْبِسُوْهُ، فَإِذَا صَحَا فَاجْلِدُوْهُ، وَدَعَا بِفَضْلَةٍ فَضُلَتْ فِيْ اِدَاوَتِهٖ، فَذَاقَهَا فَإِذَا نَبِيْذٌ شَدِيْدٌ مُمْتَنِعٌ، فَدَعَاء بِمَاءٍ فَكَسِرَهُ (وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحِبُّ الشَّرَابَ الشَّدِيْدَ) فَشَرِبَ وَسَقٰى جُلَسَاؤَهٗ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا اَكْسِرُوْهُ بِالْمَاءِ اِذَا غَلَطَكُمْ شَيْطَانَهٗ. قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى (كتاب الاثار لمحمد بن الحسن الشيبانى) [1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی کو لایا گیا، جو نشہ میں مبتلا تھا، جس سے اس کی وجہ معلوم کی گئی، پس جب وہ عقل کے مغلوب ہونے کی وجہ سے عذر پیش کرنے سے قاصر ہوگیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس کو قید رکھو، پھر جب اس کا نشہ دُور ہوجائے، تو اس کو کوڑے لگاؤ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے برتن میں بچا ہوا مشروب منگایا، جس کو آپ نے چکھا، تو وہ شدید نبیذ نکلا، جس کو پینا مشکل تھا، تو آپ نے پانی منگوا کر اس کی شدت کو توڑ دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شدید نبیذ کو پسند فرماتے تھے، پھر آپ نے اس کو نوش فرمایا، اور آپ کے ہم نشین ساتھیوں نے بھی نوش کیا، پھر فرمایا کہ جب شیطان تمہیں اس طرح کی غلطی کروادے (یعنی نبیذ شدید ہوجائے، جس کا پینا دُشوار ہو) تو اس کی شدت کو پانی سے توڑ دیا کرو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم یہی لیتے ہیں، اور یہی ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (کتاب الآثار)

مطلب یہ ہے کہ شدید نبیذ پینا جائز ہے، بشرطیکہ نشہ پیدا نہ ہو، اور اگر کسی کو نشہ پیدا ہوجائے، تو اس کو قانونی سزا جو کہ کوڑوں کی شکل میں مقرر ہے، لگائی جائے گی، کیونکہ اس سزا کے جاری ہونے کا مدار نشہ ہونے پر ہے۔

اس کے علاوہ حضرت ابنِ مسعود اور بعض دیگر حضرات سے بھی شدید نبیذ کا استعمال کرنا اور بعض اوقات اس میں پانی شامل کرکے اس کی شدت کو توڑ کر استعمال فرمانے کی روایات ہیں۔ [2]

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اگر انگور، کشمش یا کھجور وغیرہ کے غیر پختہ یا نیم پختہ مشروب ونبیذ میں

---

[1] رقم الحديث ٨٣٥، ص ١٨٣، ١٨٤، باب النبيذ الشديد.

[2] حدثنا أبو مسلم الكشى، ثنا عصمة بن سليمان الخزاز، ثنا حفص بن غياث، عن مجالد، عن الشعبى، عن عمه، قال :اختلفت إلى ابن مسعود سنة فما رأيته صائما يوما قط إلا فى رمضان، وكان يشرب النبيذ الشديد فى جر أخضر (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٨٨٧٦، ج ٩ ص ١٧٧)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

شدت پیدا ہوجائے، لیکن ابھی تک اس میں اُبال وجھاگ پیدا ہوکر شراب نہ بنی ہو، تو اس وقت تک اس کو شراب کا حکم حاصل نہیں، اور اس کا پینا جائز ہے، پھر بھی اگر اس کی شدت کو پانی ملا کر توڑ لیا جائے، تو بہتر ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے نبیذ کو نشہ کی غرض سے یا نشہ پیدا کرنے کی بقدر استعمال کرنا جائز نہیں۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل بازار میں جو مختلف اشیاء کے گاڑھے غیر پختہ یا نیم پختہ جوس اور شربت، مربہ وخمیرہ جات وغیرہ دستیاب ہیں، جو کہ نشہ آور نہیں ہوتے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان کو استعمال کرنا جائز ہے، اور دلائل کے لحاظ سے یہی راجح بھی ہے۔

(جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ قال الهيثمي: وإسناده فيه عصمة بن سليمان وعم الشعبي ولم أجد من ترجمهما (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۳۵۴۹، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة على الصيام)

عن نافع، عن ابن علقمة، قال: أمر بنبيذ له فصنع في بعض تلك المنازل، فأبطأ عليهم ليلة، فأتي بطعام فطعم، ثم أتي بنبيذ قد أخلف واشتد، فشرب منه ثم قال: إن هذا لشديد ثم أمر بماء فصب عليه، ثم شرب هو وأصحابه (شرح معاني الآثار، رقم الحديث ٦٤٦٤)

[1] لما قال عمر: "الثلثان نصيب الشيطان" استنبط منه ابوحنيفة عدم جواز المنصف اذا اشتد وغلا واسكر، لان نصيب الشيطان باق فيه، فهو في حكم عصير العنب غير المطبوخ، واستنبط منه ايضا، انه لو جعل في المثلث ماء واشتد وغلا لايكون خمرا، لان قوة الاسكار قد زالت منه بذهاب الثلثين، فلايكون هذا الاسكار من عصير العنب، بل من اجتماع العصير مع الماء ويكون حكمه حكم نبيذ التمر، وقد روى هذا عن ابراهيم النخعي، حيث قال محمد: اخبرنا ابوحنيفة، عن حماد، عن ابراهيم: انه كان يشرب الطلاء قد ذهب ثلثاه، وبقي ثلثه، ويجعل له منه نبيذ، فيتركه حتى اذا اشتد شربه، ولم ير ذلک باسا، قال محمد: وهو قول ابي حنيفة (اعلاء السنن، ج۱۸، ص۳۷، كتاب الاشربة، باب النبيذ الشديد المسكر)

عن إبراهيم، عن علقمة، قال: سألت ابن مسعود عن قول رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسكر، قال: الشربة له الأخيرة فهذا عبد الله بن مسعود قد روى عنه في إباحة قليل النبيذ الشديد من فعله، وقوله ما ذكرنا، ومن تفسير قول رسول الله صلى الله عليه وسلم كل مسكر حرام على ما وصفنا. وقد روى عن عبد الله بن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم ما يدل على هذا أيضا (شرح معاني الآثار، رقم الحديث ٦٤٧٧)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (جنت اوراس کی بہاریں:قسط۱۹) مفتی محمد امجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُ وْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ. جَنَّاتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ . سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (سورة الرعد، رقم الآيات ۲۲ تا ۲۴)

ترجمہ:اور جو پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے انکو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔(یعنی) جو ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہونگے اور ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہوں گے وہ بھی (بہشت میں جائیں گے) اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے انکے پاس آئینگے۔(اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے (سورہ رعد)

صبر

صبر کی اصولی درجے میں تین صورتیں معروف ہیں،جن کی آگے پھر بے شمار جزئیات ہیں۔

(۱)......اللہ کی اطاعت وعبادت کے کاموں پر ثابت قدمی جماؤ،اور استقامت،شریعت کے فرض، واجب،سنت،مستحب احکام کو درجہ بدرجہ پابندی کے ساتھ،دوام واہتمام کے ساتھ بجالانا،ان احکام کے مقابلے میں نفس وشیطان کی طرف سے،دنیاوی مشاغل ومعاملات کی راہ سے جو جو رکاوٹیں پیش آئیں، ان کو عبور کرکے،ان کا مقابلہ کرکے طاعاتِ شرعیہ کے تقاضے پورے کرے۔

(۲)......ناجائز،ممنوع،مکروہ،مشتبہ،مشکوک امور سے،نواہی شریعت،منہیاتِ دین سے بچنا،منع ہونا، رُک جانا،خواہشاتِ نفسانی،وساوسِ شیطانی کا مقابلہ اور مزاحمت کرکے شہوات وخواہشات منہیہ،مزمومہ

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

سے باز رہنا۔

(۳)......دنیا کی آفات، بلیات، زندگی کے مصائب، مشکلات، دکھ، رنج، صدمہ، بیماری، جان و مال، اہل وعیال اور متعلقین میں پیش آنے والے نقصانات، اور رنج وغم کے حالات ومواقع کو ہمت وحوصلہ، اور تحمل وبرداشت کے ساتھ گزار لینا، سہار لینا۔ [1]

مرضیِ جاناں ہی پیشِ نظر رہے

ابتغاء وجه ربهم سے واضح کردیا کہ اہلِ ایمان کا اس صبر واستقامت سے مقصود ومطلوب، اللہ جل شانہ کی خوشنودی وقربت ہوتی ہے، کچھ اور مثلِ دنیوی ناموری یا کوئی اور مادی غرض نہیں ہوتی، اور اس اخلاص پر مبنی صبر ہی عنداللہ کارآمد ہے۔

''کارل مارکس'' (کمیونزم کا بانی) کے حالات میں ملتا ہے کہ اس کی زندگی آزمائشوں اور مصائب ومشکلات سے بھری ہوئی تھی، جان ومال اور اہل وعیال میں اُسے بہت کچھ رنج پہنچے، فقر وفاقہ اور بے سروسامانی کے حالات اس کی زندگی کو محیط رہے، لیکن ان حالات سے گزر کر بھی اس آخرت فراموش اور خدا منکر دھریہ نے کہا تو یہ کہا کہ اس قسم کے حالات ایک پیغمبر حضرت ایوب پر آئے تھے، تو وہ رب کے سامنے گڑگڑایا، لیکن ان حالات سے ڈر کر کسی رب کے سامنے نہیں جھکوں گا (کیونکہ خدا کی ذات کا ہی وہ دھریہ منکر تھا)

مَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

یہاں سے دو نہایت اہم باتیں سامنے آتی ہیں، ایک ''من صلح'' سے واضح ہوتا ہے کہ ایمان جنت میں جانے کے لئے بنیادی چیز ہے، ایمان کے بغیر اہلِ جنت سے قرابت ورشتہ داری کارآمد نہ ہوگی، نجات کے لئے مؤثر نہ ہوگی، خواہ انبیاء یا اولیاء وغیرہ خاصانِ خدا کی قرابت داری ہی ہو۔

دوم ایمان موجود ہونے کی صورت میں اعمال میں کمی کوتاہی بہت سوں کے حق میں اللہ تعالیٰ، ان کے قرابت دار، اہلِ جنت جو (اولیاء، صلحاء) کی برکت ورعایت سے معاف کرکے ان کو جنت میں داخلہ عطا فرمادیں گے، تاکہ ان اونچے مرتبوں والے اہلِ جنت، مقربینِ بارگاہِ حق، انبیاء واولیاء وغیرہم کی آنکھیں

---

[1] قوله تعالى :والذين صبروا ابتغاء وجه ربهم فيدخل فيه الصبر على فعل العبادات والصبر على ثقل الأمراض والمضار، والغموم والأحزان، والصبر على ترک المشتهيات وبالجملة الصبر على ترک المعاصی وعلى أداء الطاعات (تفسير كبير للرازى، سورة الرعد، تحت رقم الآية ۲۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اپنے اعزہ کی نجات اور جنت میں ملاپ سے ٹھنڈی ہوں، ان کے دل خوش و مطمئن ہوں۔

''آبـائھم ''میں ان اہلِ جنت کی اوپر کی پشتیں ماں اور باپ دونوں جانب سے مراد ہونا کچھ بعید نہیں، مثل باپ دادا، نانا وغیرہ۔

''و ازواجھـــم'' میں میاں بیوی (یا بیویوں) دونوں مراد ہیں، دونوں میں سے جو مقرب و مقبولِ بارگاہ ہوا، دوسرے کو بھی بفضلِ رب کھینچ لے گا۔

''ذریـــاتھـم'' میں فروع اور اولاد، مثل بیٹے، بیٹیاں، نواسے، نواسیاں، پوتے، پوتیاں شامل ہیں، بلکہ ذریتِ مجازی مثل شاگرد، مرید، متبعین وغیرہ کی طرف بھی بعض نے اس لفظ کو وسیع کیا ہے۔

اس مفہوم کی ایک آیت سورہ طور میں بھی وارد ہوئی ہے، مع مفہوم کے ملاحظہ ہو:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (سورة الطور، رقم الآية ۲۱)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے (سورہ طور) [1]

نوٹ: مذکورہ آیت سورہ رعد کی 22 تا 24 نمبر آیات ہیں، جبکہ آیات نمبر 35 سورہ رعد، اس سے پہلے ذکر کی جا چکی ہیں، تقدیم و تاخیر ہوگئی، اصولاً ان آیات کو پہلے آنا چاہئے تھا۔

---

[1] عن ابن عباس قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ان الله يرفع ذرية المؤمنين فى درجة وان كانوا دوية فى العمل ليقربهم عينه ثم قرأ هذه الاية رواه الحاكم والبيهقى فى سننه والبزاز وابو نعيم فى الحلية وابن المنذر وابن جرير وابن ابى حاتم وعن على رض قال سالت خديجة النبى -صلى الله عليه وسلم -عن ولدين لها ماتا فى الجاهلية فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -هما فى النار فلما راى الكراهة فى وجهها قال لو رأيت مكانها لا بغضتها قالت يا رسول الله فولدى منك قال فى الجنة ثم قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم -ان المؤمنين وأولادهم فى الجنة وان المشركين وأولادهم فى النار ثم قرأ رسول الله -صلى الله عليه وسلم -والذين أمنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم رواه عبد الله بن احمد فى زوايد المسند وفيه مجهول وانقطاع (تفسرى المظهرى، سورة الطور، تحت رقم الآية ۲۱)

عن ابن عباس، أظنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إذا دخل الرجل الجنة سأل عن أبويه وزوجته وولده، فيقال إنهم لم يبلغوا درجتک، فيقول :يا رب قد عملت لى ولهم فيؤمر بإلحاقهم به وقرأ ابن عباس والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بإيمان الآية..........هذا فضله تعالى على الأبناء ببركة عمل الآباء (تفسير ابن كثير، سورة الطور، تحت رقم الآية ۲۱)

Idara Ghufran

عبدالحلیم احقؔر

مرثیہ مولانا عبداللطیف مرحوم

لطیف الامت حضرت مولانا عبداللطیف رحمہ اللہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ بمطابق 4 اپریل 2013ء کو فوت ہوئے تھے، اپریل کے اس شمارے کے لئے جناب ماسٹر عبدالحلیم احقؔر صاحب نے مانسہرہ سے منظوم کلام ارسال کیا ہے، جو ذیل کی سطور میں پیشِ خدمت ہے۔

الٰہی رحم کر غلامِ ختمِ مرسلیں آیا		منور ہو لحد ختمِ نبوت کا امیں آیا
مدّرس تھا مبلّغ تھا وہ دینِ حق کا دیوانہ		وہ شیدائی محمد کا شمعِ وحدت کا پروانہ
صدی آدھی بِتائی درس اور تدریس میں یارب		خدایا عفو کر اس کے صغائر اور کبائر سب
شب وروز خدمتِ دیں میں گزارے دارِ فانی کے		مراتب ہوں بلند یارب حیاتِ جاودانی کے
کرم کر، رحم کر عاجز پہ تو رحمان ہے مولیٰ		کرم کرنا ہی تیرا وصف تیری شان ہے مولیٰ
رہا وہ زینتِ دینِ مبیں مثلِ نگیں یارب		عطا کر عالم برزخ میں اس کو چین اور راحت
تیرا بندہ تیرے دربارِ عالی میں ہوا حاضر		میرے مولیٰ اسے پروانۂ بخشش عنایت کر
تیری ذاتِ گرامی ہے ہمہ رحمت مِرے داور		مِرے داور تیری رحمت رہے لطیف کی یاور
ہے محتاج کرم عبد اللطیف اس پر کرم فرما		کرم فرما میرے مولیٰ کرم فرما کرم فرما
پڑا ہے بندۂ عاصی جبیں رکھے ترے در پر		تیری شانِ کریمی کی دہائی دیتا ہے احقر

قطعہ

الوداع اے شہرِ یار سلطنت علم ودیں		تیرے دم سے رونقِ اقلیم دیں قائم رہی
تو لطیفِ گنجینۂ علوم تھا رخصت ہوا		تشنگانِ علم اب کیسے بجھائیں تشنگی

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسلسلہ :تاریخی معلومات   مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۱ھ: میں حضرت ابوالبیان نبأ بن محمد بن محفوظ قرشی حورانی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۲۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۲ھ: میں خراسان کے مشہور بادشاہ معزالدین سنجر بن سلطان ملکشاہ بن الب ارسلان سلجوقی کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۶۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۳ھ: میں حضرت ابوالفرج محمد بن احمد بن ابوسعید رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۳۶)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۳ھ: میں حضرت ابوالمحاسن مسعود بن محمد بن غانم بن محمد غانمی ہروی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۶۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۵ھ: میں حضرت ابویعلیٰ حمزہ بن اسد بن علی تمیمی دمشقی کاتب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۸۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۵۶ھ: میں حضرت ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن جعفر بن کرخی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۳۹۱)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۶۰ھ: میں حضرت ابوطالب محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن ابوزید علوی حسنی بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۴۲۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۶۶ھ: میں حضرت ابوالقاسم یحییٰ بن ثابت بن بندار بن ابراہیم دینوری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۰۶)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۶۸ھ: میں حضرت شمس الدین ابویعقوب یوسف بن محمود بن حسین بن حسن بن احمد ساوی دمشقی مصری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص۲۳۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۵۶۹ھ: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن آدم بن محمد بن آدم مراغی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۹۱)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۷۴ھ: میں حضرت ابواحمد اسعد بن بلدرک بن ابوالفتح جبریلی بواب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۵۷۸)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۷۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ متونی اشبیلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۸۶)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۸۴ھ: میں حضرت ابوسعید تاج الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد مسعودی مروزی بنجدیہی صوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۱۷۵)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۸۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حسن بن صدقہ حرانی بزاز سفار رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۱۹۴)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۸۸ھ: میں حضرت ابویاسر عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ بن ابویاسر عبدالوہاب بن علی بن ابی حبۃ بغدادی طحان رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۲۲۸)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۸۹ھ: میں حضرت ابومنصور عبداللہ بن محمد بن ابوالحسن علی بن ہبۃ اللہ بن عبدالسلام بغدادی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۲۳۶)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۹۶ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالمنعم بن عبدالوہاب بن سعد بن صدقہ بن خضر بن کلیب حرانی بغدادی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۲۶۰)

☐......ماہِ ربیع الاول ۵۹۸ھ: میں حضرت ضیاء الدین عبدالملک بن زید بن یاسین بن زید بن قائد تغلبی ارقی موصلی دولعی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۱ ص۳۵۱)

Idara Ghufran

علم کے مینار مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تالیفات (قسط ۵)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سوانح نگاروں نے بیان کیا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ احادیث جمع کرنے اور احادیث کی اسناد پر تحقیق کرنے کا زیادہ شوق رکھتے تھے، اور اپنی ابتدائی زندگی میں قرآن وسنت کے علاوہ دیگر موضوعات پر کتب نویسی کو پسند نہیں فرماتے تھے، یہاں تک کہ امام صاحب اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کو اُن مسائل کے لکھنے پر بھی زجر وتنبیہ فرماتے تھے، جو وہ امام صاحب سے پوچھتے تھے۔

اسی طرح امام صاحب قرآن اور احادیث کے علاوہ کتب بینی کے مشغلہ سے بھی اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کو منع فرماتے تھے، بلکہ شوافع اور اصحابِ رائے کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، قاسم بن سلام کی غریبُ الحدیث نامی کتاب کو پسند فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ مصنف (یعنی قاسم بن سلام) نے اس کتاب کو بہت طویل کردیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ احادیث سے متعلقہ کتابوں میں بھی غیر ضروری مضامین کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

پھر جب اہلِ باطل نے دین میں تحریف کرنا شروع کردی، تو امام صاحب نے قرآن وسنت کی اشاعت اور باطلین کی تردید میں مختلف کتابیں تصنیف فرمائیں۔ [۱]

علامہ ابن ندیم (وفات ۴۳۸ھ) نے اپنی کتاب ''فہرست'' میں اور علامہ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) اور دیگر محققین نے امام صاحب رحمہ اللہ کی تالیفات پر تحقیق کرکے درجِ ذیل تالیفات کی نشاندہی کی ہے۔

---

[۱] لم يكن عندَ الإمام أحمد رَغْبةً فى التأليف سوى جمع الحديث والبحث فى عِلَلِه، وأما فى غير ذلك فما كان يَرضى أن يُؤَلِّفَ مطلقاً، حتى إنه كان يَزْجُرُ أصحابَه عن تقييد مسائله التى كان يُسأَلُ عنها، كما أنه كان يَمْنَعُ أصحابَه من الانشغال بغيرِ القرآن والحديث، فكان لا يَأْذَنُ لهم أن يَنظُروا فى كتب الشافعى ولا فى كتب أصحاب الرأى، ومع أنه كان يُحِبُّ أبا عبيد القاسم بن سلام ويُثنى على عِلْمِه، إلا أنه كان ينتقِدُ كتابه " غريب الحديث "، فيقول :إنه طوَّلَه (مقدمة الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص۴۷)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ان تالیفات میں بعض تو مشہور ومعروف اور رائج ہیں، اور بعض کم یاب ہیں، اور بعض تالیفات اب دستیاب نہیں رہیں۔ [1]

(۱)......مسند

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اپنی سند سے حدیث کا ایک عظیم الشان ذخیرہ مسند احمد کے نام سے مشہور ومعروف ہے، مسند احمد میں جمع کردہ حدیثوں کی تعداد کے بارے میں مشہور تو یہ ہے کہ اس میں چالیس ہزار حدیثیں ہیں، لیکن بعض حضرات نے مکرر احادیث ختم کرکے مسند احمد میں تقریباً تیس ہزار حدیثیں شمار کرائی ہیں، اپنے اس عظیم الشان حدیث کے ذخیرہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کرتے تھے کہ اس مسند کو حفظ کرلو، کیونکہ عنقریب لوگوں کو اس سے بہت رہنمائی حاصل ہوگی، نیز امام ابوموسیٰ مدینی شافعی (ولادت ۵۰۱ھ، وفات ۵۸۱ھ) نے خصائصِ مسند احمد کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس میں انہوں نے مسند احمد کے خواص وامتیازات تحریر فرمائے ہیں، نیز اہلِ علم حضرات نے مسند احمد کی احادیث پر تحقیق وتخریج کا کام بھی کیا ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی یہ مسند بآسانی

---

[1] أحمد بن حنبل :وهو أبو عبد الله أحمد بن حنبل وله من الكتب كتاب العلل كتاب التفسير كتاب الناسخ والمنسوخ كتاب الزهد كتاب المسائل كتاب الفضائل كتاب الفرائض كتاب المناسک كتاب الإيمان كتاب الأشربة كتاب طاعة الرسول كتاب الرد على الجهمية كتاب المسند يحتوى على نيف وأربعين الف حديث ولأحمد بن حنبل بن يقال له عبد الله ثقة يسمع منه الحديث وصالح بن احمد وابنه زهير بن صالح وتوفى سنة ثلاث وثلاثين ومائة (الفهرست، ص ۲۸۱)

وصنف (المسند) ؛ وهو ثلاثون ألف حديث، وكان يقول لابنه عبد الله :احتفظ بهذا (المسند) ، فإنه سيكون للناس إماما ، و (التفسير) وهو مائة وعشرون ألفا، و (الناسخ والمنسوخ) ، و (التاريخ) ، و (حديث شعبة) ، و (المقدم والمؤخر فى القرآن) ، و (جوابات القرآن) ، و (المناسک) الكبير والصغير، وأشياء أخر.قلت :وكتاب (الإيمان) ، وكتاب (الأشربة) ، ورأيت له ورقة من كتاب (الفرائض). فتفسيره المذكور شىء لا وجود له، ولو وجد، لاجتهد الفضلاء فى تحصيله، ولاشتهر، ثم لو ألف تفسيرا، لما كان يكون أزيد من عشرة آلاف أثر، ولاقتضى أن يكون فى خمس مجلدات .فهذا (تفسير ابن جرير) الذى جمع فيه فأوعى، لا يبلغ عشرين ألفا.وما ذكر (تفسير أحمد) أحد سوى أبى الحسين بن المنادى، فقال فى (تاريخه) : لم يكن أحد أروى فى الدنيا عن أبيه من عبد الله بن أحمد؛ لأنه سمع منه (المسند) وهو ثلاثون ألفا، و (التفسير) وهو مائة وعشرون ألفا، سمع ثلثيه، والباقى وجادة .... قال ابن الجوزى :وله -يعنى :أبا عبد الله -من المصنفات: كتاب (نفى التشبيه) مجلدة، وكتاب (الإمامة) مجلدة صغيرة، وكتاب (الرد على الزنادقة) ثلاثة أجزاء ، وكتاب (الزهد) مجلد كبير، وكتاب (الرسالة فى الصلاة) - قلت :هو موضوع على الإمام .-قال :وكتاب (فضائل الصحابة) مجلدة (سير اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص۳۲۷، الیٰ ص ۳۳۰، ملخصاً)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دستیاب ہے۔ [1]

(۲)......کتاب العلل ومعرفۃ الرجال

علمِ حدیث کے موضوع پر اس کتاب کے بارے میں روایت ہے کہ یہ کتاب امام صاحب رحمہ اللہ نے خلقِ قرآن نامی فتنہ کے واقع ہونے سے پہلے تصنیف کی تھی، اور یہ کتاب بھی مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے، اور اہلِ علم حضرات نے اس پر تحقیق وغیرہ کا کام بھی کیا ہے۔ [2]

(۳)......کتاب التفسیر

امام احمد رحمہ اللہ کی اس تفسیر کے بارے میں علامہ ذہبی نے فرمایا ہے کہ اب اس کتاب کا وجود نہیں رہا۔ [3]

(۴)......کتاب الناسخ والمنسوخ

کئی اہلِ علم نے اپنی تصانیف میں ناسخ اور منسوخ کے علم پر لکھنے والے مصنفین میں امام احمد رحمہ اللہ کا نام بھی شمار کیا ہے، لیکن امام احمد رحمہ اللہ کی یہ کتاب موجودہ اہلِ علم حضرات کو دستیاب نہیں ہوسکی۔

(۵)......کتابُ الزہد۔

---

[1] وصنف (المسند) وهو ثلاثون ألف حديث، وكان يقول لابنه عبد الله :احتفظ بهذا (المسند) فإنه سيكون للناس إماما (سيراعلام النبلاء، ج ۱۱، ص۳۲۷، تحت ترجمة: أحمد بن حنبل أبو عبد الله)

فأما عدد أحاديث المسند فلم أزل أسمع من أفواه الناس أنها أربعون ألفا إلى أن قرأت على أبى منصور بن زريق ببغداد أخبرنا أبو بكر الخطيب قال وقال أبن النادى لم يكن فى الدنيا أحد أروى عن أبيه منه يعنى عبد الله بن أحمد بن حنبل لأنه سمع المسند وهو ثلاثون ألفا والتفسير وهو مائة ألف وعشرون ألفا سمع منه ثمانين ألفا والباقى وجادة وذكره فلا أدرى هل الذى ذكره ابن المنادى أراد به ما لا مكرر فيه وأراد غيره من المكرر فيصح القولان جميعا أو الاعتماد على قول ابن المنادى دون غيره (خصائص مسند احمد، لابى موسیٰ المدينى، صفحه۵)

[2] متى حصل تأليف كتاب العلل :عثرت عند العقيلى على نص يدل على أن أحمد رحمه الله ألف كتاب العلل قبل المحنة فى فتنة خلق القرآن (العلل ومعرفة الرجال، ج ۱، ص۹۷، مقدمة التحقيق)

كتاب "العلل "، ذكر العُقَيليُّ فى "الضعفاء ۳/ ۲۳۹ أنه قرأه على عبد الله بن أحمد عن أبيه. وهو مطبوعٌ بإستانبول سنة ۱۹۸۷ فى جزأين بتحقيق الدكتورين طلعت قوج ييكيت وإسماعيل جراح أوغلى، وطبع أيضاً فى المكتب الإسلامى سنة ۱۹۸۸ بتحقيق الدكتور وصى الله بن محمد عباس فى أربعة أجزاء (مقدمة الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص۴۷ وص۴۸)

[3] كتاب "التفسير "، قال الذهبى فى "السير ۱۱/ ۳۲۸ و۱۳/ ۵۲۲ فى كلام مطوَّلٍ عن هذا الكتاب :إنه شىء لا وجودَ له، وأنا أعتقدُ أنه لم يكن (مقدمة الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص۴۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۶)......کتابُ الورع۔

امام احمد رحمہ اللہ کی کتابُ الزہد اور کتابُ الورع نامی مذکورہ دونوں کتابیں بڑی قابلِ قدر ہیں، علامہ ابنِ حجر نے فرمایا ہے کہ کتابُ الزہد میں امام احمد رحمہ اللہ نے ایسی بہت سی احادیث جمع کی ہیں، جو امام صاحب کی مسند میں موجود نہیں ہیں، امام صاحب کی یہ دونوں کتابیں مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ [۱]

(۷)......کتابُ الاشربہ۔

امام احمد رحمہ اللہ کا یہ رسالہ خمروشراب اور نشہ آور چیزوں کی حرمت وغیرہ پر مشتمل دوسو بیالیس احادیث کا مجموعہ ہے، اور مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے۔

(۸)......کتابُ طاعۃ الرسول۔

امام احمد رحمہ اللہ کا یہ رسالہ اطاعتِ رسول کی اہمیت پر مشتمل ہے، جو آپ نے اپنے زمانہ میں اُن باطلین کے نظریات کی تردید میں تصنیف فرمایا تھا، جو سنت کے مقابلہ میں صرف قرآن کی اتباع کو کافی سمجھتے تھے، یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

(۹)......کتابُ فضائل الصحابہ

امام احمد رحمہ اللہ کی یہ کتاب صحابہ کے فضائل پر مشتمل ہے، اور کئی بار طبع ہو کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔ [۲]

(۱۰)......کتابُ المسائل۔

محقق وصی اللہ بن محمد عباس نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ''فضائل الصحابہ'' میں ایک مقام پر حاشیہ میں امام احمد کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے، اور اس کے کئی اجزاء کی نشاندہی کی ہے۔ [۳]

---

[۱] کتاب الزهد لأحمد فالتقط منه ما فيه من الرجال مما ليس فى المسند فإنه كتاب كبير يكون فى قدر ثلث المسند مع كبر المسند وفيه من الأحاديث والآثار مما ليس فى المسند شىء كثير (تعجيل المنفعة، ج ۱، ص ۲۴۳، وص ۲۴۴)

[۲] كتاب "الفضائل "، طُبع فى مجلدين بمؤسسة الرسالة سنة 1983م، بتحقيق وصى الله بن محمد عباس، وهو من منشورات جامعة أمِّ القرى (مقدمة الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۴۸)

[۳] ويشتمل على اجزاء منها: مسائل ابى داود عنه وطبع. ومنها مسائل احمد بن حنبل واسحاق بن راهويه لاسحاق بن منصور الكوسج، ومنها مسائل عبدالله بن احمد عن ابيه وطبع بالمكتب الاسلامى، ومنها مسائل البغوى. ومنها مسائل ابى بكر احمد بن هانى ومنها مسائل حنبل بن اسحاق بن حنبل. ومنها مسائل عبدالملک الميمونى. ومنها مسائل ابى بكر المروزى. ومنها مسائل حرب بن اسماعيل ومنها مسائل ابراهيم بن اسحاق الحربى. وقد جمعها الخلال كلها فى كتاب واحد وسماه الجامع لعلوم اومن مسائل الامام احمد (كتاب فضائل الصحابة، حاشية صفحه ۲۹ وص ۳۰، دارابن الجوزى، المملكة العربية السعودية)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱۱)......أصول السنۃ۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ رسالہ شیخ ربیع بن ھادی مدخلی کی شرح کے ساتھ مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے۔

(۱۲)......کتاب الرد علی الجھمیۃ۔

امام احمد رحمہ اللہ کی یہ تالیف بعض غلط عقائد و نظریات کی تردید پر مشتمل ہے، جو دار الثبات للنشر والتوزیع کی جانب سے پہلی بار ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(۱۳)......کتاب الفرائض۔

(۱۴)......کتاب المناسک۔

(۱۵)......کتاب الایمان۔

(۱۶)......کتاب شعبہ۔

(۱۷)......**المقدَّم والمؤخَّر فی کتاب اللہ تعالی.**

(۱۸)......جوابات القرآن.

(۱۹)......کتاب نفی التشبیہ۔

(۲۰)......کتاب الفتن۔

(۲۱)......کتاب فضائل اہل البیت۔

(۲۲)......کتاب مسند اہل البیت۔

(۲۳)......الاسماء والکنیٰ۔

(۲۴)......کتاب الامامہ۔

(۲۵)......کتاب الصلاۃ

(کذا فی سیر اعلام النبلاء، ج ۱۱، ص ۳۲۷، الیٰ ص ۳۳۰، وفھرست لابن ندیم، ص ۲۸۱، مقدمۃ الناشر لمسند احمد، ج ۱، ص ۴۹ و ص ۵۰)

مذکورہ کتابوں کے علاوہ چند دیگر کتابوں کو بھی بعض موجودہ محقق اہلِ علم حضرات نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تالیفات میں شمار کیا ہے (کذا فی کتاب فضائل الصحابۃ، صفحہ ۲۹، دار ابن الجوزی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط ۳)

(جن کا فیض شام وروم، مصر، حجاز اور عراق تک پھیلا)

حضرت خالد رومی کے مزید حالات

خبر از من دہید آں شاہِ خوباں را بہ پنہانی   کہ عالم زندہ شد بار دگر از ابر نیسانی [۱]

یہ مولانا خالد رومی کا اپنے شیخ کے لئے خراجِ عقیدت ہے، مولانا رومی ''کرد'' قوم سے تھے، حضرت شاہ غلام علی کا شہرہ برّصغیر سے نکل کر حجاز وشام اور عراق وترکی میں بھی پھیل گیا تھا، آپ کا شہرہ سن کر دردِ دل کے حامل اور ترکی کے بلند رتبہ اور ذکی وفاضل یہ عالمِ ربانی (مولانا خالد رومی) منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے، اور مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے، سال بھر کے عرصے میں دلی پہنچے، اور آپ کے آستانۂ معرفت پر ایسے یکسو ہو کر پڑے کہ تھوڑے عرصے میں ہی (تقریباً سال بھر) اس راستے کی ساری منزلیں طے کر کے کمال حاصل کیا، اور حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے، پانچوں سلسلوں میں آپ کو بیعت کی اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا، پھر مرشد کے حکم سے وطن واپس ہوئے۔

وطن واپسی پر اپنی اصلاح وتربیت کے متلاشی اور اللہ کی قربت وآخرت کی نجات کے فکرمند پروانہ وار آپ کی طرف امڈ پڑے، عراق، بغداد، ترکی میں خلقت کا ایسا عام رجوع آپ کی طرف ہو گیا کہ جس کی کم ہی مثالیں ملیں گی۔

درُّ المعارف میں ہی شاہ رؤف احمد مجددی صاحب جمعہ ۲۴ رجب ۱۲۳۱ھ کے احوال میں (حضرت شاہ

---

[۱] یہ مولانا خالد رومی کا اپنے شیخ حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ کی شان میں کہے گئے قصیدہ کا ایک شعر ہے، یہ قصیدہ کل انسٹھ (۵۹) اشعار پر مشتمل ہے (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ۴/ ۳۶۸)

شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ ''میری جانب سے اس شاہِ خوباں (مقربین ومحبوبانِ خدا کے سردار) کو چپکے سے خبر دیدو کہ (ان کے) فیضِ عام کی بارش سے جہان کو نئی زندگی مل گئی۔

مولانا خالد رومی مملکتِ ترکیہ میں سلیمانیہ کے قریب ایک قصبۂ قرہ داغ کے باشندے تھے، ۱۱۹۰ھ میں پیدا ہوئے، جید عالم تھے، علومِ شرعیہ کے علاوہ علوم حکمت وریاضیات، فلسفہ، منطق، ہیئت وفلکیات وغیرہ میں کمال رکھتے تھے، درس وتدریس کا مشغلہ رکھتے تھے، سلیمانیہ میں آپ کا حلقہ درس تھا، ۱۲۲۰ھ میں حج کیا، پھر اشارۂ غیبی سے دہلی کا سفر کیا، اور شاہ غلام علی رحمہ اللہ سے استفادہ باطنی کیا۔

Idara Ghufran

غلام علی رحمہ اللہ کی خانقاہ کی روداد کے ذیل میں) لکھتے ہیں۔

ایک مغربی بزرگ حضرت کا نام مبارک سن کر منزلوں پر منزلیں قطع کر کے بغداد میں مولانا خالد رومی سے ملتے ہوئے حاضر ہوئے، انہوں نے اُن (مولانا خالد رومی) کی مقبولیت و مرجعیت کا حال بیان کیا کہ تقریباً ایک لاکھ آدمی حلقہ بگوش ارادت اور بیعت سے مشرف ہو چکے ہیں، ایک ہزار متبحر عالم (بھی) داخلِ طریقہ (نقش بندیہ مجددیہ) ہو کر مولانا (خالد رومی) کے سامنے حاضر رہتے ہیں (دار المعارف ص ۱۷۰)

خود مولانا خالد رومی نے اپنے پیر بھائی شاہ ابو سعید (جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) کے نام ایک خط میں لکھا ہے۔

تمام مملکت روم (موجودہ ترکی) و عرب اور حجاز و عراق اور بعض ممالک عجم اور سارا کردستان طریقہ عالیہ نقش بندیہ کی تاثیرات و جذبات سے سرشار ہے، اور شب و روز تمام محافل، مجالس، مساجد و مدارس میں حضرت امام ربّانی مجدد و منور الف ثانی کے محاسن و محامد کا ذکر اس طرح ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے کہ اس کا گمان نہیں ہو سکتا کہ کسی ملک میں اور کسی وقت میں گوشِ زمانہ نے ایسا زمزمہ سنا ہو، یا چشمِ فلک نے ایسی رغبت اور ایسا اجتماع دیکھا ہو، اگرچہ اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ایک طرح کی گستاخی اور خود بینی ہے، یہ فقیر اس پر شرمندہ ہے، محض دوستوں کے حق کو مقدم جان کر اس نے بے ادبی کی جرائت کی ہے (ماخوذ از تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی مقالہ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب رحمہ اللہ بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ۴/ ۳۷۰)

مولانا خالد رومی کے شاگردوں اور مریدین میں جہاں مملکت شام و عراق اور ترکی و حجاز کے بڑے بڑے اہل علم شامل تھے، وہاں فقہ و فتاویٰ کی شہرہ آفاق کتاب ''ردالمحتار'' کے مصنف علامہ محمد امین المعروف ابن عابدین شامی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، [1] علامہ شامی نے ان کے مناقب و احوال پر مستقل رسالہ بھی لکھا ہے، [2] علامہ شامی نے اس رسالہ میں شیخ خالد کے اخلاقِ فاضلہ اور ان کے باطنی کمالات کا تذکرہ کیا

---

[1] علامہ ابن عابدین شامی، مولانا خالد رومی کے شاگرد و مرید:
محمد امین المعروف علامہ ابن عابدین شامی (وفات ۱۲۵۲) اپنی شہرہ آفاق کتاب ''ردالمحتار'' جو کئی ہزار صفحات پر مشتمل، آٹھ ضخیم جلدوں میں فقہ و فتاویٰ کا عظیم ذخیرہ اور دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) ہے، اور گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی سے برصغیر پاک و ہند، بنگلہ دیش و افغانستان وغیرہ کے دار الافتاؤں اور علمی مراکز و لائبریریوں کی زینت ہے، حنفی مذہب کے مسائل اس کتاب کے حوالے سے فتاویٰ میں بکثرت لکھے جاتے ہیں۔

[2] اس رسالہ کا نام ''سلِّ الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد نقشبندی'' ہے، علامہ شامی کے فقہی و تحقیقی رسائل کے مجموعہ ''رسائل ابن عابدین شامی'' میں یہ رسالہ موجود ہے، ملاحظہ ہو: رسائل ابن عابدین، شامی ج ۲، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ہے، اوران کی تصنیفات کا تعارف بھی کرایا ہے، علامہ شامی کے علاوہ ان کے ہم عصر ادیب وشاعر ''شیخ عثمان سندی'' نے بھی شیخ خالد کے حالات ایک تصنیف میں جمع کیے، (جس کا نام اصفی الموارد فی ترجمہ سیدنا خالد تھا)۔

دلی سے اپنے مرشد کے حکم پر شیخ خالد بغداد آئے، یہاں تربیت وارشاد کا سلسلہ جاری کیا، پھر اپنے وطن آئے، ایک عرصے کے بعد دوبارہ بغداد آئے تو ان کی عام شہرت اور بندگانِ خدا میں مقبولیت ومحبوبیت سے بہت سے لوگوں کو حسد پیدا ہوا، اورانہوں نے ان کے خلاف پروپیگنڈے اورالزامات کا سلسلہ شروع کیا، آخر عمر میں شیخ خالد نے شام کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنایا، یہاں تو خلقِ خدا پروانہ وار آپ پر ٹوٹ پڑی، آپ نے سلوک وارشاد اور لوگوں کی خانقاہی نظم پر اصلاح وتربیت کے ساتھ ساتھ علومِ شرعیہ کی اشاعت و ترویج کا بھی خوب اہتمام کیا، مساجد کو آباد کرانے اور لوگوں سے مساجد کو پُر رونق بنانے کی طرف توجہ کی۔

۱۲۴۲ھ میں طاعون سے آپ کی شہادت ہوئی، اور قاسیون (ایک پہاڑی سلسلہ شام میں ہے) کے دامن میں دفن ہوئے، شیخ خالد نسبی طور پر عثمانی تھے، علامہ شامی نے مذکورہ رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ میں نے شیخ سے اپنا خواب بیان کیا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے، اور میں ان کے جنازہ میں شریک ہوں، شیخ نے فرمایا کہ یہ میری وفات کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں۔

یہ خواب علامہ شامی نے مغرب کے وقت شیخ سے بیان کیا تھا، اسی رات عشاء کی نماز پڑھ کر شیخ نے وصیت فرمائی، اور اپنا جانشین وخلیفہ نامزد کیا۔

اوراسی رات آپ پر طاعون (Plague) کا حملہ ہوا، اورانتقال فرماگئے۔

علی میاں ندوی رحمہ اللہ نے تاریخ دعوت وعزیمت میں لکھا ہے کہ شیخ کا سلسلہ طریقت وتصوف شام وترکی میں اب تک قائم، اور جاری ہے، اور میں نے دمشق، حلب اور ترکی میں اس سلسلہ کے کئی مشائخ کی زیارت وملاقات کا شرف پایا ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

علامہ شامی نے یہ رسالہ، اُس رسالہ کے جواب اور تردید میں لکھا تھا، جو مولانا خالد رومی کے مخالفین وحاسدین نے، ان پر جھوٹے الزامات واتہامات لگاتے ہوئے پروپیگنڈے کے لئے سامنے لایا تھا۔

Idara Ghufran

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اونچے درجہ کے صحابی ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت ساری خوبیاں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص دعاء کی تھی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہادری مکہ میں مشہور تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمان مکہ میں چھپ کر عبادت کرتے تھے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان مکہ میں چھپ کر عبادت کرنے کے بجائے کھلم کھلا عبادت کرنے کے لئے کعبہ میں جانے لگے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہادری کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فاروق کا لقب دیا، فاروق کا مطلب ہے، حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مسلمان نماز کی طرف بُلانے کے لئے مسجد میں دن میں پانچ مرتبہ اذان دیتے ہیں، نماز کی طرف بُلانے کے لئے اذان دینے کے مشورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

مکہ میں مشرک لوگ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے، اور مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچاتے تھے، اس وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ جانے کا حکم دے دیا، اسے مدینہ کی طرف ہجرت کہا جاتا ہے۔

مدینہ ہجرت کرنے کے بعد سب سے پہلے مکہ کے مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں کی جو بڑی جنگ ہوئی، اُس کا نام جنگِ بدر یا غزوۂ بدر ہے، یہ جنگ بدر کے مقام پر ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگِ بدر یا غزوۂ بدر کہا جاتا ہے۔

غزوہ اُس جنگ کو کہا جاتا ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر بہت بہادری کے ساتھ مکہ کے مشرکوں

Idara Ghufran

کے ساتھ جنگ کی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ڈر سے مکہ میں موجود اُن کے خاندان کے لوگ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہوئے۔

غزوۂ بدر کے بعد جو دوسری بڑی جنگ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان ہوئی، اُس کا نام غزوۂ اُحد ہے، غزوۂ اُحد میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مشرکوں کے ساتھ بہادری سے لڑے، اور جنگ کے آخر وقت تک مکہ کے مشرکوں سے لڑتے رہے۔

غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد کے بعد جو تیسری بڑی جنگ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان ہوئی، اُس کا نام غزوۂ خندق ہے، اس کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے، اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہوا ہے، بلکہ قرآن مجید کی ایک پوری سورت کا نام سورۂ احزاب ہے، اس سورت میں غزوۂ خندق کے کچھ حالات بیان ہوئے ہیں۔

غزوۂ احزاب میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مشرکوں کے ساتھ بہادری سے لڑے، اور دشمن شکست کھا کر واپس مکہ چلے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام پر قربان کرنے کے لئے جس طرح اپنی جان کی پرواہ نہیں کی، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا بہت سا مال بھی اسلام اور مسلمانوں کے لئے خرچ کیا۔

غزوۂ تبوک جو غزوۂ احزاب کے کافی عرصہ بعد ہوا تھا، اور غزوۂ تبوک کے موقعہ پر مدینہ میں مسلمان بہت سخت مشکلات میں تھے، کیونکہ ان دنوں میں مدینہ میں بہت گرمی اور سخت قحط تھا، بارشیں نہیں ہو رہی تھیں، اور کھانے کے لئے اناج، غلہ وغیرہ بھی موجود نہیں تھا، بہت سارے مسلمانوں نے اس غزوہ میں اپنی حیثیت کے مطابق مال خرچ کیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اپنا آدھا مال اس جنگ کے لئے پیش کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے، کہ ان کی ایک بیٹی جن کا نام حفصہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا، اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بننے کا اعزاز بھی حاصل ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں بہت سارے کارنامے ملتے ہیں، جو انہوں نے اسلام کے لئے انجام دیے۔

Idara Ghufran

بزمِ خواتین ابوصہیب

⌘ علم حاصل کرنے کی ضرورت (قسط ۱)

معزز خواتین! انسان کے دنیا میں آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کیا جائے اور جن کاموں کے کرنے سے منع فرمایا ہے ان سے بچا جائے اللہ تعالیٰ نے کن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور کن کاموں کے کرنے سے منع فرمایا ہے اس کے لئے علم کی ضرورت ہے اس سے واضح ہو گیا کہ احکام خداوندی کا علم حاصل کرنا ہمارے لئے کتنا اہم اور ضروری ہے کیونکہ اس علم کے حصول سے ہی ہمارے دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہو گا قرآن پاک اور احادیث میں اسی علم کے حاصل کرنے کے فضائل بیان ہوئے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے احکام جاننا ہماری ضرورت بھی ہے اور ہمارے لئے فائدہ مند بھی ہے یہ علم جس طرح مردوں کی ضرورت ہے اسی طرح عورتوں کی بھی ضرورت ہے، اس لئے کہ اول تو قرآن وحدیث میں مَردوں کے لئے جو احکام بیان کئے گئے ہیں، عموماً عورتیں بھی ان احکام کی پابند ہیں، دوسرے قرآن پاک میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر عورتوں کو مؤنث کے صیغوں کے ساتھ اپنے احکام پر چلنے کی تاکید بھی فرمائی ہے، چنانچہ ایک آیت میں یوں ارشاد ہے کہ:

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو (سورہ احزاب)

دیکھئے اس آیت میں مؤنث کے صیغوں کے ساتھ خاص طور پر عورتوں کو نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے اور اللہ رسول کا کہا ماننے کا حکم دیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی احکام خداوندی پر چلنے کی پابند ہیں تو جب عورتیں احکام پر چلنے کی پابند ہیں تو احکام کا علم حاصل کرنا بھی ان کے لئے ضروری ٹھہرا۔

اسی طرح احکام کے فضائل جاننے کی بھی وہ محتاج ہوئیں۔ اور قرآن وحدیث میں احکام کے ساتھ ساتھ فضائل کا بھی علم ہے۔

چنانچہ قرآن وحدیث میں عموماً کسی کام کا حکم دینے کے ساتھ اس کی فضیلت بھی مذکور ہوتی ہے اور کسی کام

Idara Ghufran

سے ممانعت کے ساتھ اس کی وعید بھی مذکور ہوتی ہے۔ جس سے ماموَر کام (یعنی جس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس) کی ترغیب بھی ہو جاتی ہے اور ممنوع کام (یعنی جس کام سے منع کیا گیا ہے اس) سے بچنے کا جذبہ بھی دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ کریں جس میں حضور ﷺ کا عورتوں کو نصیحت فرمانا مذکور ہے کہ:

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ :جَاءَ تِ اِمْرَأَۃٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ذَھَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ، فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَفْسِکَ یَوْمًا نَأْتِیْکَ فِیْہِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ، فَقَالَ: اِجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا فِیْ مَکَانِ کَذَا وَکَذَا، فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاھُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَعَلَّمَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَہُ اللّٰہُ، ثُمَّ قَالَ :مَا مِنْکُنَّ اِمْرَأَۃٌ تُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیْھَا مِنْ وَّلَدِھَا ثَلَاثَۃً، إِلَّا کَانَ لَھَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِّنْھُنَّ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، أَوِ اثْنَیْنِ؟ قَالَ: فَأَعَادَتْھَا مَرَّتَیْنِ، ثُمَّ قَالَ :وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ (رواہ البخاری باب تعلیم النبی ﷺ امتہ من الرجال والنساء مما علمہ اللہ لیس برای ولا تمثیل رقم الحدیث ۷۳۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی طرف آئی اور آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مرد آپ کی حدیث سے فائدہ اٹھا گئے اور اپنا حصہ لے اڑے پس آپ ہمارے لئے بھی اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے کا کوئی وقت مقرر فرما دیں کہ اس وقت میں ہم آپ کے پاس آئیں (اور) آپ ہمیں ان باتوں (یعنی احکام) میں سے (کچھ) سکھائیں جو (باتیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ سو آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ تم اکٹھی ہو جایا کرو پس عورتیں اکٹھی ہو گئیں پھر ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے پس ان کو ان باتوں میں سے کچھ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھیں پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے جس نے اپنے آگے اپنے تین بچے بھیجے ہوں (یعنی اس کے تین بچے فوت ہو گئے ہوں) مگر یہ کہ وہ اس کے لئے (جہنم کی) آگ سے آڑ ہوں گے پس ان عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا دو (بچے) ہوں تب بھی؟ (وہ جہنم کی آگ سے آڑ ہوں گے) راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے دو مرتبہ اس بات کو دہرایا پھر آپ نے فرمایا

Idara Ghufran

اور دو (بچے) بھی اور دو (بچے) بھی اور دو (بچے) بھی (یعنی اگر کسی کے دو بچے بھی فوت ہو گئے ہوں، تو وہ بھی اس کے لئے جہنم کی آگ سے آڑ ہوں گے) (بخاری) [۱]

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو درج ذیل الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ :جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيْكَ فِيْهِ، تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ، قَالَ :اِجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ، فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ :مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا، مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً، إِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ :وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ (مسلم باب فضل من يموت له ولدفيحتسبه رقم الحديث ۲۶۳۳ "۱۵۲")

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی طرف آئی پس اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مرد آپ کی حدیث سے فائدہ اٹھا گئے اور اپنا حصہ لے اڑے پس آپ ہمارے لئے بھی اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے کا کوئی وقت مقرر فرمادیں کہ اس وقت میں ہم آپ کے پاس آئیں (اور) آپ ہمیں ان باتوں (یعنی احکام) میں سے (کچھ) سکھائیں جو (باتیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ سو آپ نے فرمایا کہ فلاں دن فلاں (وقت) تم اکٹھی ہو جایا کرو پس عورتیں اکٹھی ہو گئیں پھر ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے پس ان کو ان باتوں میں سے کچھ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی تھیں پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں ہے جس نے اپنے آگے اپنی اولاد میں سے تین (بچے یا بچیاں) بھیجے ہوں (یعنی فوت ہو گئے

---

[۱] اجعل لنا معشر النساء وقتا ما من الأوقات المختصة بذاتك الأشرف، فإنه صلى الله عليه وسلم على ما ذكره الترمذي في الشمائل جزء أوقاته فجعل جزءا لله، وجزءا لأهله، وجزءا لنفسه، وجزءا للناس، وهذا المعنى أظهر، والله أعلم.

(من ولدها) بفتحتين وبضم الأول ويسكن الثاني أي :من أولادها من البنين والبنات (مرقاة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہوں) مگر یہ کہ وہ اس کے لئے آگ سے آڑ ہوں گے پس ایک عورت نے کہا کہ اور (اگر) دو (بچے) ہوں تب بھی؟ اور (اگر) دو (بچے) ہوں تب بھی؟ اور (اگر) دو (بچے) ہوں تب بھی؟ (وہ آگ سے آڑ ہوں گے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور دو (بچے) بھی اور دو (بچے) بھی اور دو (بچے) بھی (آگ سے آڑ ہوں گے) (مسلم)

تشریح......اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱)......وعظ و نصیحت اور اصلاحی بیان سننے کی غرض سے خواتین کا کسی جگہ جمع ہونا درست ہے بشرطیکہ پردے کا معقول انتظام ہو اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۲)......حصول علم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کبھی کبھار کسی مستند عالم دین کے وعظ میں شرکت کر لی جایا کرے۔

(۳)......خواتین کو بھی وعظ و نصیحت کے بیانات سننے کی رغبت و شوق ہونا چاہئے جیسا کہ صحابیات نے حضور ﷺ سے اپنی اس رغبت و شوق کا اظہار کیا۔

(۴)......اگر کسی خاتون کی اولاد میں سے کوئی بچہ بچی فوت ہو جائے تو اسے اس مصیبت پر صبر سے کام لینا چاہئے اور حدیث میں بتائے ہوئے انعام و اجر کا یقین کر کے اس کی امید پر اس مصیبت کو سہنا چاہئے اس سے بندے میں صبر و برداشت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

(۵)...... کسی کو اللہ، رسول کا حکم روکھے انداز میں سنا دینا کافی نہیں بلکہ اسے اس حکم پر عمل پیرا کرنے کے لئے اس کی مناسب طریقے سے ذہن سازی بھی ضروری ہے ورنہ فائدے کی بجائے نقصان ہوسکتا ہے۔ (جاری ہے)

Idara Ghufran

آخرت میں مقروض کی نیکیوں کا قرض خواہ کو دیا جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

وَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، أُخِذَ لِصَاحِبِهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ، لَا دِينَارَ، ثَمَّ وَلَا دِرْهَمَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۵۵۴۴، حديث حسن)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو (آخرت میں) مقروض کی نیکیاں لے کر قرض خواہ کو دے دی جائیں گی، وہاں (قیامت میں) کوئی درہم و دینار نہیں ہوگا (مسند احمد)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ بِالدِّيْنَارِ وَلَا بِالدِّرْهَمِ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۳۸۵، إسناده صحيح، رجاله ثقات)

ترجمہ: جو آدمی مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہوا، تو اس کا قرض درہم و دینار سے نہیں، بلکہ نیکیوں اور گناہوں سے ادا کیا جائے گا (مسند احمد)

ان احادیث سے مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہونے کی بُرائی معلوم ہوئی، لہٰذا اگر دنیا میں کسی کے ذمہ قرض ہو، تو اسے جلد از جلد اپنا قرضہ لوٹانے کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرض لیتے وقت واپس نہ کرنے کا ارادہ رکھنے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ (بخاری، رقم الحديث ۲۳۸۷، باب من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أو إتلافها)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لوگوں کا مال (بطور قرض) اس کے ادا (یعنی واپس) کرنے کی نیت سے لیا، تو اللہ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے (یعنی قرض واپس کرنے میں مدد فرماتا ہے) اور جو شخص اس کو ضائع کرنے کی نیت سے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع کر دیتا ہے (بخاری)

حضرت صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَيُّمَا رَجُلٍ تَدَيَّنَ دَيْنًا، وَهُوَ مُجْمِعٌ أَنْ لَا يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ، لَقِيَ اللّٰهَ سَارِقًا (ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۱۰)

ترجمہ: جو آدمی بھی قرض لے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ قرضہ ادا نہ کرے گا، تو وہ اللہ سے چور ہونے کی حالت میں ملے گا (ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کوئی قرض یا اُدھار لے، اور اسے واپس کرنے کی نیت نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے سخت وعید ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تنگدست مقروض کومہلت دینے یا اُس پرصدقہ کرنے کا ثواب

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۱۲۴)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جوکوئی کسی تنگدست کو مہلت دے، یا اُس پر صدقہ کردے، تو اللہ قیامت کے دن اُسے اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا (طبرانی)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ابن ماجه، رقم الحديث ۲۴۱۷، بَابُ إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ، إسناده صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تنگدست پر آسانی کرے، اللہ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائیں گے (ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تنگدست مقروض کو مہلت دینے یا اُس پر صدقہ کرنے اور اُس کے ساتھ آسانی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں بڑے اجر وانعام کے وعدے ہیں۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

قرض واپس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے فوت ہوجانے والا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ حُمِّلَ مِنْ أُمَّتِیْ دَیْنًا، ثُمَّ جَھِدَ فِیْ قَضَائِہٖ، فَمَاتَ وَلَمْ یَقْضِہٖ، فَأَنَا وَلِیُّہٗ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۴۴۵۵، مسند ابی یعلی، رقم الحدیث ۴۸۳۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جس کو قرض کا بوجھ اُٹھانا پڑا، پھر اس نے قرض اُتارنے کی کوشش کی، اور وہ فوت ہوگیا، اور قرض ادا نہ کرسکا، تو میں اس کا ولی ہوں (مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی سے قرض یا اُدھار کا معاملہ کرے، تو قرض یا اُدھار واپس کرنے کی سچی نیت رکھے، اور قرض یا اُدھار واپس کرنے کی بھرپور کوشش بھی کرے، اس طرح قرض یا اُدھار واپس کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مدد بھی حاصل ہوگی، اور اس صورت میں اگر وہ قرض یا اُدھار واپس کرنے سے پہلے فوت ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قرض یا اُدھار کے بوجھ سے معذور ہوسکتا ہے، ورنہ تو مقروض یا اُدھار ہونے کی صورت میں فوت ہونے والے کی آخرت میں سخت پکڑ کا خدشہ ہے۔

لہٰذا قرض یا اُدھار کا معاملہ کرتے وقت اسے واپس کرنے کی نیت رکھنی چاہیے، اور اسے واپس کرنے کی جدوجہد بھی جاری رکھنی چاہیے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

نامعلوم کمیشن پر بیع کے ایک معاملہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

اس وقت مختلف بازاروں میں کمیشن ایجنٹ کے ذریعے فروخت کرنے کا ایک طریقہ بکثرت رواج پاچکا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی کوئی چیز مثلاً زمین یا موٹر سائیکل وغیرہ بیچنا چاہتا ہے، تو ایجنٹ سے کوئی اجرت متعین کرنے کے بجائے یہ کہتا ہے کہ مجھے اس چیز کی اتنی قیمت مثلاً 25 ہزار چاہئے، اس سے زائد جتنے میں بھی فروخت کرلو، وہ پیسے تمہاری کمیشن کے ہوں گے۔

اصلاً فقہ حنفی کے مطابق تو یہ صورت ناجائز ہے، جیسا کہ ''النتف فی الفتاویٰ'' میں مذکور ہے کہ:

والخامس اجارۃ السمسار لایجوز ذلک، وکذلک لو قال بع ھذا الثوب بعشرۃ دراھم فما زاد فھو لک وان فعل فلہ اجر مثل.

ادھر دلال کی اجرت بھی اصلاً فقہ حنفی میں ناجائز تھی، لیکن کثرتِ تعامل کی وجہ سے جواز دیا گیا ہے، جیسا کہ شامی میں ہے کہ:

فی الحاوی سئل محمد بن سلمۃ عن اجرۃ السمسار؟ فقال: ارجوا انہ لا باس بہ وان کان فاسدا فی الاصل لکثرۃ التعامل، وکثیر من ھذا غیر جائز، فجوزہ لحاجۃ الناس الیہ کدخول الحمام.

لہٰذا اب جب کہ یہ معاملہ بکثرت رواج پاچکا ہے، اس کا عرف اور تعامل ہوچکا ہے، مفضی الی النزاع بھی نہیں، کیونکہ ایجنٹ سوچ سمجھ کر مارکیٹ کی صورتِ حال دیکھ کر ہی حامی بھرتا ہے، تو اس کے جواز کی گنجائش ہونی چاہئے، مزید براں کئی جلیل القدر ائمہ خصوصاً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔

بعض اہلِ علم حضرات سے جب اس سلسلہ میں رابطہ کیا گیا، تو انہوں نے اس صورت کو ناجائز ہی قرار دیا، اس بارے میں ان کی رائے بھی ساتھ منسلک ہے۔

اس تمام صورتِ حال میں، مسئلہ ہٰذا میں جناب کی رائے درکار ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

سوال میں جو معاملہ ذکر کیا گیا ہے، وہ نا معلوم کمیشن پر بیع کی ایک مخصوص صورت ہے، اور اس معاملہ کو بہت سے علماء نے خرید وفروخت پر دلّالی کی ایک قسم قرار دیا ہے، جس کو عربی میں ''سمسار'' یا ''سمسرہ'' اور انگریزی زبان میں Agent یا Brokerage کہا جاتا ہے۔ [1]

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات نے اس معاملہ کو اجارہ کے بجائے، وکالت یا مضاربت ومشارکت کے مشابہ قرار دیا ہے۔

اور اس معاملہ کا جواز یا عدمِ جواز فقہائے کرام کے درمیان مختلف فیہ ہے، ائمۂ اربعہ میں سے اکثر فقہائے کرام کے نزدیک یہ معاملہ اُجرت کے مجہول ونا معلوم ہونے کی وجہ سے نا جائز ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک مضاربت یا وکالت کے مشابہ ہونے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور بعض جلیل القدر تابعین، تبع تابعین اور محدثین سے جواز منقول ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔

اور آج کل بعض اوقات اس طرح کے مختلف فیہ ومجتہد فیہ فروعی مسائل میں افراط یا تفریط دیکھنے میں آتی ہے، اس لئے اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ:

وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِيْنَ، وَعَطَاءٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَالْحَسَنُ بِأَجْرِ السِّمْسَارِ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لاَ بَأْسَ أَنْ يَّقُوْلَ: بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ، فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا، فَهُوَ لَكَ، وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: إِذَا قَالَ: بِعْهُ بِكَذَا، فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ، أَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ، فَلاَ بَأْسَ بِهِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ (بخاری، کتاب الاجارۃ، باب أجر السمسرۃ)

ترجمہ: اور ابنِ سیرین اور حضرت عطاء اور حضرت ابراہیم اور حضرت حسن نے دلال کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی

---

[1] والسمسرة اصطلاحا: هي التوسط بين البائع والمشترى، والسمسار هو: الذي يدخل بين البائع والمشترى متوسطا لإمضاء البيع، وهو المسمى الدلال، لأنه يدل المشترى على السلع، ويدل البائع على الأثمان (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۰، ص ۱۵۲، مادة ''تجارة'')

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حرج نہیں کہ آدمی یہ کہے کہ اس کپڑے کو بیچ دو، اور جو اتنی اور اتنی قیمت سے زیادہ حاصل ہوگا، تو وہ آپ کے لئے ہوگا، اور ابنِ سیرین نے فرمایا کہ جب یہ کہے کہ اس کو اتنے میں بیچ دیجئے، پس جو نفع ہوگا تو وہ آپ کا ہوگا، یا وہ نفع میرے اور آپ کے درمیان تقسیم ہوگا، تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ سوال میں مذکورہ معاملہ حضرت ابنِ عباس اور ابنِ سیرین کے نزدیک جائز ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا رُجحان بھی اس کے جائز ہونے کی طرف ہے، جیسا کہ ان کی مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوا۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے متصل سند کے ساتھ بھی اس معاملہ کا جواز مروی ہے۔

چنانچہ ابنِ ابی شیبہ نے حضرت عطاء کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثَّوْبَ فَيَقُوْلَ: بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا، فَمَا ازْدَدْتَ فَلَكَ (مصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۲۰۷۷۰، کتاب البیوع والاقضیة، باب فی الرجل یدفع إلی الرجل الثوب فیقول: بعه بکذا فما ازددت فلک)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو (مثلاً) کپڑا دے کر یہ کہے کہ اس کو اتنے اور اتنے پیسوں کے عوض میں بیچ دو، اور اس قیمت سے جتنے زیادہ میں آپ فروخت کروگے، تو وہ (زیادہ حاصل ہونے والی مقدار) آپ کے لئے ہوگی (ابنِ ابی شیبہ)

اس طرح کی روایت کو امام عبدالرزاق نے بھی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا ہے، اور جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری کے بارے میں بھی روایت کیا ہے۔[1]

حنابلہ کی تصریح کے مطابق حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر حجت ہے، جس کی کسی صحابی سے مخالفت منقول نہیں، اور یہ گویا کہ ایک طرح کا خاموش اجماع ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور امام عبدالرزاق نے حضرت معمر سے روایت کیا ہے کہ:

---

[1] أخبرنا هشيم قال سمعت عمرو بن دينار يحدث عن عطاء عن ابن عباس أنه لم ير به بأسا قال وذكره يونس عن الحسن وبيع القيمة أن يقول بع هذا بكذا وكذا فما زاد فلك (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ١٥٠٢٠، باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلك وكيف إن باعه بدين)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَتَادَةَ، وَأَيُّوبَ، وَابْنِ سِيرِينَ كَانُوا لَا يَرَوْنَ بِبَيْعِ الْقِيمَةِ بَأْسًا، أَنْ يَّقُوْلَ: بِعْ هٰذَا بِكَذَا وَكَذَا فَمَا زَادَ فَلَكَ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۵۰۱۸، باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلک و كيف إن باعه بدين)

ترجمہ: حضرت زہری اور حضرت قتادہ اور حضرت ایوب اور حضرت ابنِ سیرین رحمہم اللہ اس طرح کی قیمت پر بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ یہ کہے کہ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دو، اور جو اس سے زیادہ قیمت آپ کو حاصل ہوگی، وہ آپ کے لئے ہوگی (عبدالرزاق)

اور ابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی سند سے حضرت ابنِ سیرین کے بارے میں اس طرح کی روایت بیان کی ہے۔ [۱]

اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت معمر کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: إِذَا دَفَعَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ مَتَاعًا فَقَالَ: مَا اسْتَفْضَلْتَ، فَهُوَ لَكَ، أَوْ فَبَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَلَا بَأْسَ بِهِ (مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۰۷۷۴، كتاب البيوع والاقضية، باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلک)

ترجمہ: امام زہری نے فرمایا کہ جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو اپنا سامان (فروخت کرنے کے لئے) دے کر یہ کہے کہ جو (اتنی قیمت سے) زیادہ حاصل ہوگا تو وہ آپ کا ہوگا، یا وہ میرے اور آپ کے درمیان تقسیم ہوگا، تو اس میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اور امام عبدالرزاق نے حضرت ثوری سے، اور انہوں نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ :بِعْ هَذَا الثَّوْبَ بِكَذَا وَكَذَا، فَمَا زَادَ فَلَكَ قَالَ :لَا بَأْسَ بِهِ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۱۵۰۱۹، كتاب البيوع، باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلک و كيف إن باعه بدين)

ترجمہ: امام شعبی نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جو یہ کہے کہ اس کپڑے کو اتنے اور اتنے میں بیچ دو، اور جو اس سے زیادہ قیمت حاصل ہو، تو وہ آپ کی ہے، کہ اس میں کوئی حرج نہیں (عبدالرزاق)

---

[۱] حدثنا هشيم، عن يونس، عن ابن سيرين أنه لم يكن يرى بأسا (مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۰۷۷۱، باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول: بعه بكذا فما ازددت فلک)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اورابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی سند سے حضرت عامر شعبی کے بارے میں اس طرح کی روایت بیان کی ہے۔ [1]

اور حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ :بِعْ هَـذَا الثَّوْبَ بِكَذَا، فَبَاعَهُ بِأَنْقَصِ قَالَ : الْبَيْعُ جَائِزٌ وَيَضْمَنُ مَا نَقَصَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الرواية ۱۵۰۲۷، كتاب البيوع، باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلك و كيف إن باعه بدين)

ترجمہ: امام شعبی نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا کہ جس نے کسی آدمی سے یہ کہا کہ اس کپڑے کو اتنی قیمت میں بیچ دو، پھر اس نے اس سے کم میں اس کپڑے کو بیچ دیا، تو یہ بیع جائز ہوجائے گی، اور جو قیمت کم ہوئی، اس کا (یہ بیچنے والا) تاوان دے گا (عبدالرزاق)

مطلب یہ ہے کہ مالک نے جتنی قیمت پر فروخت کرنے کی کسی کو اجازت دی، مگر اس نے اس سے کم قیمت پر وہ چیز بیچ دی، تو جتنی قیمت کم ہوئی، اس کا بیچنے والا ذمہ دار ہوگا، اور وہ اپنے پاس سے، اس کا تاوان دے گا، امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت قتادہ، حضرت ابنِ سیرین، امام شعبی اور حضرت زہری، حضرت ایوب، جلیلُ القدر تابعین اور حضراتِ صحابۂ کرام کے شاگرد شمار ہوتے ہیں اور بعض تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ [2]

---

[1] حدثنا وكيع، عن إسرائيل، عن جابر، عن عامر أنه لم يكن يرى بذلك بأسا (مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ۲۰۷۷۳، باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلك)

[2] الشعبي عامر بن شراحيل بن عبد بن ذي كبار وذو كبار ...... قلت :رأى عليا -رضي الله عنه -وصلى خلفه. وسمع من :عدة من كبراء الصحابة .... قال أحمد بن عبد الله العجلي :سمع الشعبي من ثمانية وأربعين من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم .-قال :ولا يكاد يرسل إلا صحيحا .... عن ابن سيرين، قال : قدمت الكوفة، وللشعبي حلقة عظيمة، والصحابة يومئذ كثير (سير أعلام النبلاء، ج۴، ص۲۹۴، ملخصاً)

محمد بن سيرين أبو بكر الأنصاري: الإمام، شيخ الإسلام، أبو بكر الأنصاري، الأنسي، البصري، مولى أنس بن مالك خادم رسول الله -صلى الله عليه وسلم .-وكان أبوه من سبي جرجرايا ، تملكه أنس، ثم كاتبه على ألوف من المال، فوفاه، وعجل له مال الكتابة قبل حلوله، فتمنع أنس من أخذه لما رأى سيرين قد كثر ماله من التجارة، وأمل أن يرثه، فحاكمه إلى عمر -رضي الله عنه -فألزمه تعجيل المؤجل .قال أنس بن سيرين :ولد أخي محمد لسنتين بقيتا من خلافة عمر ، وولدت بعده بسنة قابلة .سمع :أبا هريرة، وعمران بن حصين، وابن عباس، وعدي بن حاتم، وابن عمر، وعبيدة السلماني، وشريحا القاضي، وأنس بن مالك، وخلقا سواهم. روى عنه :قتادة، وأيوب، ويونس بن عبيد (سير اعلام النبلاء، ج۴، ص۶۰۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اوران کے قول کی تائید حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ گزرا۔

اورابنِ ابی شیبہ نے ابوالمطرف کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَرَى بَأْسًا أَنْ يُعْطِيَهُ الثَّوْبَ فَيَقُولَ :بِعْ هَذَا الثَّوْبَ بِكَذَا وَكَذَا ,فَمَا ازْدَدْتَ فَلَكَ(مصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۲۰۷۷۲،کتاب البيوع والاقضية،باب فی الرجل يدفع إلی الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلك)

ترجمہ: (جلیل القدر تابعی) حضرت شریح اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی ان کو کپڑا دے، پھر یہ کہے کہ آپ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دیجئے، پس جو اس سے زیادہ قیمت آپ کو حاصل ہو، تو وہ آپ کی ہے(ابنِ ابی شیبہ)

قاضی شریح جلیل القدر تابعی ہیں، ان کی ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہوئی، اور یہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں قاضی رہے، ان کا ارشاد بھی، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور چند جلیل القدر تابعین وتبع تابعین کے مطابق اور امام احمد رحمہ اللہ کا قوی استدلال ہے۔ [1]

اورابنِ ابی شیبہ نے حضرت حسن بن صالح کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

عَنِ الْحَكَمِ ؛ فِي الرَّجُلِ يُعْطِي الرَّجُلَ الثَّوْبَ فَيَقُولُ :بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا ، فَمَا زَادَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ، قَالَ :لاَ بَأْسَ بِهِ (مصنف ابن أبی شيبة،رقم الحديث ۲۰۷۷۵،کتاب البيوع والاقضية،باب فی الرجل يدفع إلی الرجل الثوب فيقول :بعه

[1] بخ س :شريح بن الحارث بن قيس بن الجهم بن معاوية بن عامر بن الرائش بن الحارث بن معاوية بن ثور بن مرتع بن كندة الكندی، أبو أمية الكوفی القاضی .ويقال :شريح بن شرحبيل، ويقال :ابن شراحيل. ويقال :أنه من أولاد الفرس الذين كانوا باليمن.
أدرك النبی صلی الله عليه وسلم ولم يلقه علی الصحيح.
قال يحيی بن معين :كان فی زمن النبی صلی الله عليه وسلم ولم يسمع منه .استقضاه عمر بن الخطاب علی الكوفة .وأقره علی بن أبی طالب، واقام علی القضاء بها ستين سنة، وقضی بالبصرة سنة، ويقال :قضی بالكوفة ثلاثا وخمسين سنة، وبالبصرة سبع سنين.
روی عن :النبی صلی الله عليه وسلم مرسلا، وعن زيد بن ثابت، وعبد الله بن مسعود (س) ، وعبد الرحمن بن أبی بكر الصديق، وعروة البارقی، وعلی بن أبی طالب (س) ، وعمر بن الخطاب (تهذيب الكمال فی اسماء الرجال، ج۱۲، ص ۴۳۵، الیٰ ص۴۳۷، تحت رقم الترجمة ۲۷۲۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بکذا فما ازددت فلک)

ترجمہ: حضرت حکم نے فرمایا کہ جو آدمی دوسرے شخص کو کپڑا دے کر یہ کہے کہ آپ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دیجئے، پس جو اس قیمت سے زیادہ حاصل ہوگا، وہ میرے اور آپ کے درمیان تقسیم ہوگا، تو اس میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت عبدالملک سے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ عَطَاءٍ ؛ فِي الرَّجُلِ يَدْفَعُ إِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ فَيَقُولُ :بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا ، فَمَا اسْتَفْضَلْتَ ، فَلَكَ ، قَالَ :إِنْ كَانَ بِنَقْدٍ فَلاَ بَأْسَ ، وَإِنْ كَانَ بِنَسِيئَةٍ فَلاَ خَيْرَ فِيهِ (مُصنف ابن أبي شيبة،رقم الحديث ۲۰۷۷۸،كتاب البيوع والاقضية،باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلک)

ترجمہ: حضرت عطاء نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا کہ جو دوسرے شخص کو کپڑا دے کر یہ کہے کہ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دو، تو جو آپ اضافی (قیمت) حاصل کریں گے، وہ آپ کے لئے ہے، کہ اگر یہ نقد بیچی جائے تو کوئی حرج نہیں، اور اگر ادھار بیچی جائے، تو اس میں خیر نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

امام احمد رحمہ اللہ کا قول بھی اس کے مطابق ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اور مذکورہ آثار و روایات کے برعکس ابنِ ابی شیبہ نے حضرت حسن اور حضرت طاوس سے اور امام عبدالرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت حماد سے اس معاملہ کا مکروہ ہونا روایت کیا ہے۔ [1]

مذکورہ آثار وروایات اور عبارات سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص اپنی چیز کسی دوسرے کو بیچنے کے لئے

---

[1] حدثنا هشيم ، عن مغيرة ، عن إبراهيم ، وعن يونس ، عن الحسن أنهما كرهاه(مُصنف ابن أبي شيبة،رقم الحديث ۲۰۷۷۶،باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلک)

حدثنا حكام الرازي ، عن المثنى ، عن عطاء ، أنه كان لا يرى بذلك بأسا ، قال :وكان طاوس يكرهه إلا بأجر معلوم(مُصنف ابن أبي شيبة،رقم الحديث ۲۰۷۷۷،باب في الرجل يدفع إلى الرجل الثوب فيقول :بعه بكذا فما ازددت فلک)

عبد الرزاق عن الثوري عن مغيرة عن إبراهيم أنه كره أن يقول بع هذا بكذا فما زاد فلک(مصنف عبد الرزاق،رقم الحديث ۱۵۰۲۱،باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلک وكيف إن باعه بدين)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر والثوري عن حماد كرهه قال يستأجره يوما أو يجعل له شيئا (مصنف عبد الرزاق،رقم الحديث ۱۵۰۲۲،باب الرجل يقول بع هذا بكذا فما زاد فلک وكيف إن باعه بدين)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دے، اور مخصوص قیمت سے زائد قیمت حاصل ہونے پر اس اضافی مقدار کو بیچنے والے کے لئے مباح وجائز کردے، تو حضرت ابنِ عباس اور بعض تابعین وتبعِ تابعین اور امام احمد وغیرہ کے نزدیک ایسا کرنا اور وکیل کا مالک کی طرف سے طے کردہ قیمت سے زیادہ کو اپنے پاس رکھنا جائز ہے، جبکہ بعض تابعین حضرات اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

اور امام احمد رحمہ اللہ کے سوا فقہائے اربعہ میں سے اکثر فقہاء اس معاملہ کو اُجرت کے مجہول ہونے کی وجہ سے ناجائز قرار دیتے ہیں، اور اگر کوئی اس طرح کا معاملہ کرے، تو ان حضرات کے نزدیک پوری قیمت مالک کی ہوتی ہے، اور اس درمیان والے وکیل کو اس کام کے کرنے پر بازاری حساب سے اُجرت ومعاوضہ دیا جاتا ہے، جس کو فقہی زبان میں ''اجرِ مثل'' کہا جاتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی رحمہ اللہ، بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وَأما قَول ابُن عَبَّاس وَابُن سِيرِين فَأَكُثر الُعلمَاء لَا يجيزون هَذَا البيع، وَمِمَّنُ كرهه :الثَّوُرِيّ والكوفيون، وَقَالَ الشَّافِعِي وَمَالك :لَا يجوز، فَإِن بَاعَ فَلهُ أجر مثله، وَأَجَازَهُ أَحُمد وَإِسُحَاق، وَقَالَا :هُوَ من بَاب الُقرَاض، وَقد لَا يربح الُمُقَارض (عمدة القارى للعينى، ج۱۲ ص۹۳، ۹۴، كتاب الاجارة، باب أجر السمسرة)

ترجمہ: اور جہاں تک حضرت ابنِ عباس اور ابنِ سیرین کے قول کا تعلق ہے، تو اکثر علماء اس بیع کو جائز قرار نہیں دیتے، اور اس بیع کو مکروہ قرار دینے والوں میں حضرت ثوری اور کوفہ کے حضرات داخل ہیں، اور امام شافعی اور امام مالک نے فرمایا کہ جائز نہیں، پھر اگر وہ شخص یہ چیز بیچ دے، تو اس کو اجرِ مثل حاصل ہوگا، اور اس کو امام احمد اور حضرت اسحاق نے جائز قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ یہ ایک طرح سے مضاربت کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اور بعض اوقات مضارِب کو نفع نہیں ہوا کرتا (عمدۃ القاری)

اور علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

وَهَـذِهِ أَجُرُ سَمُسَرَةٍ أَيُضًا لَكِنَّهَا مَجُهُولَةٌ وَلِذَلِكَ لَمُ يُجِزُهَا الُجُمُهُورُ وَقَالُوا إِنُ بَـاعَ لَـهُ عَـلَى ذَلِكَ فَلَهُ أَجُرُ مِثُلِهِ (فتح البارى لابنِ حجر، ج۴ص ۴۵۱، قوله

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

باب أجر السمسرة)

ترجمہ: اور یہ بھی دلال کی اجرت ہے، لیکن یہ مجہول ہے، اور اسی وجہ سے اس کو جمہور نے جائز قرار نہیں دیا، اور فرمایا کہ اگر وہ دلال اس کی چیز کو اس شرط کے مطابق بیچے گا (جو مالک نے اس کے لئے مقرر کی ہے) تو اس کو اجرِ مثل حاصل ہوگا (فتح الباری)

اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

قوله :(بِعْ هذا الثَّوْبَ، فَمَا زَادَ علی كَذَا و كَذَا فَهُوَ لَکَ) ... إلخ، وهذه الإِجارةُ فاسدةٌ عندنا لجهالة الأُجْرَةِ، فيستحقُّ أجرةَ المِثْلِ، على ما هو المسألة في الإِجارةِ الفاسدةِ (فيض البارى للكشميرى، ج۳ص۴۱۵،باب أجر السمسرة)

ترجمہ: اور یہ کہنا کہ اس کپڑے کو بیچ دیجئے، پس جو اتنی اتنی قیمت سے زیادہ ہوگا، وہ آپ کا ہوگا، الخ، یہ اجارہ ہمارے نزدیک فاسد ہے، کیونکہ اس میں اجرت مجہول ہے، تو وہ (دلال) اجرِ مثل کا مستحق ہوگا، جیسا کہ اجارۂ فاسدہ میں مسئلہ ہے (فیض الباری)

یہاں یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اصل میں تو حنفیہ کے نزدیک عام دلال کی اجرت بھی جہالت کی وجہ سے ناجائز تھی، بعد میں تعامل اور عرف ورواج ہوجانے کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں کہ:

وَقَالَ أَبُو عبد الْملك :أُجْرَة السمسار مَحْمُولَة على الْعرف يقل عَن قوم وَيكثر عَن قوم، وَلَكِن جوزت لما مضى من عمل النَّاس عَلَيْهِ على أَنَّهَا مَجْهُولَة، قَالَ :وَمثل ذَلِك أُجْرَة الْحجام (عمدة القارى للعينى، ج۱۲ ص۹۳، كتاب الاجارة، باب أجر السمسرة)

ترجمہ: اور ابوعبدالملک نے فرمایا کہ دلال کی اجرت کا دارومدار عرف پر ہے، کسی قوم میں اس کی قلت ہوتی ہے، اور کسی قوم میں اس کی کثرت ہوتی ہے، لیکن لوگوں کے اس پر عمل کا رواج ہونے کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا ہے، باوجودیکہ یہ اجرت مجہول ہوتی ہے، اور اسی کے مثل حجام کی اجرت ہے (عمدۃ القاری)

Idara Ghufran

اور دلالی کا تعامل اور عرف ورواج ہوجانے کی صورت میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی محمد بن سلمہ سے اس کا جواز نقل کیا ہے۔ ۱

اورآج کل کے حنفی ودیگر اہلِ علم حضرات کا فتویٰ بھی دلالی کی اجرت کے جائز ہونے پر ہے، جب تک اس میں کوئی دوسرا مفسدہ نہ پایا جائے۔ ۲

---

۱ مطلب في أجرة الدلال (تتمة)قال في التتارخانية :وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم .وفي الحاوي :سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال :أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام وعنه قال :رأيت ابن شجاع يقاطع نساجا ينسج له ثيابا في كل سنة(ردالمحتار، ج۶ص ۶۳، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة)

۲ ومن المعلوم أن كثيرا من الفقهاء أجازوا تحديد أجرة السمسار بالنسبة المئوية من ثمن المبيع يقول العلامة بدر الدين العيني رحمه الله في شرح صحيح البخاري:

(وهذا الباب فيه اختلاف للعلماء ,فقال مالك يجوز أن يستأجره على بيع سلعته ,إذا بين لذلك أجلا قال وكذلك إذا قال له بع هذا الثوب ولك درهم أنه جائز وإن لم يوقت له ثمنا وكذلك إن جعل له في كل مائة دينار شيئا وهو جعل وقال أحمد لا بأس أن يعطيه من الألف شيئا معلوما وذكر ابن المنذر عن حماد والثوري أنهما كرها أجره وقال أبو حنيفة إن دفع له ألف درهم يشتري بها بزا بأجر عشر دراهم فهو فاسد وكذلك لو قال اشتر مائة ثوب فهو فاسد فإن اشترى فله أجر مثله ولا يجاوز ما مضى من الأجر)ويقول العلامة ابن قدامة رحمه الله:

(ويجوز أن يستأجر سمسارا يشتري له ثيابا ورخص في ابن سيرين وعطاء والنخعي وكرهه الثوري وحماد. ولنا أنها منفعة مباحة تجوز النيابة فيها فجاز الاستئجار عليها كالبناء ويجوز على مدة معلومة مثل أن يستأجره عشرة أيام يشتري له فيها لأن المدة معلومة والعمل معلوم أشبه الخياط والقصار فإن عين العمل دون الزمان فجعل له من كل ألف درهم شيئا معلوما صح أيضا)

فتبين أن الإمام مالكا وأحمد رحمهما الله يجيزان تحديد أجرة السمسار بالنسبة المئوية والذي ذكره العيني رحمه الله من مذهب أبي حنيفة قد أفتى المتأخرون من الحنيفة بخلافه يقول ابن عابدين رحمه الله:

(وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم .وفي الحاوي :سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال :أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه حاجة الناس إليه كدخول الحمام)

وبجواز تحديد أجرة السمسرة بالنسبة المئوية أفتى كثير من متأخري الحنفية مثل مولانا الفقيه الورع الشيخ أشرف علي التهانوي رحمه الله تعالى الذي كان يعتبر من مقدمة الفقهاء الحنيفة في الهند .

ولا يخفى أن المؤونة والمشقة في السمسرة ربما لا تختلف بإختلاف الأثمان ومع ذلك جاز بناء أجرة السمسرة على النسبة المئوية عند هؤلاء الفقهاء ,فيقاس عليه أجرة الأعمال الإدارية في مسألتنا لعدم الفارق بينهما(بحوث في قضايا فقهية معاصرة، ج ا ص ۲۱۰ الیٰ ۲۱۲، أجوبة عن استفسارات البنك الإسلامي للتنمية بجدة)

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا ہے کہ اگر دلالی کی کوئی مخصوص صورت جس میں اجرت مجہول ہو، رواج پکڑ جائے، اور اس کا تعامل ہوجائے، اور وہ باعثِ نزاع نہ رہے، تو اس کو فقہ حنفی وغیرہ کے قواعد کے مطابق بھی تعامل اور عرف ورواج کی صورت میں جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

لیکن امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور عرف ورواج کے بغیر بھی اس معاملہ کو جائز قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابنِ قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ:

إِذَا قَالَ :بِعْ هَـذَا الثَّـوْبَ بِعَشْرَةٍ، فَمَا زَادَ عَلَيْهَا فَهُوَ لَک .صَحَّ، وَاسْتَحَقَّ الـزِّيَادَةَ .وَقَـالَ الشَّـافِعِيُّ لَا يَصِحُّ .وَلَـنَـا، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ لَا يَرَى بِذَلِکَ بَـأْسًـا، وَلِأَنَّـهُ يَتَـصَـرَّفُ فِـي مَـالِـهِ بِـإِذْنِـهِ، فَـصَـحَّ شَـرْطُ الرِّبْحِ لَهُ فِي الثَّانِي، كَـالْـمُـضَـارِبِ وَالْعَامِلِ فِي الْمُسَاقَاةِ (المغنی لابن قدامة، ج۵، ص۱۰۸، کتاب الوكالة، فصل قال بع هذا الثوب بعشرة فما زاد عليها فهو لک)

ترجمہ: جب یوں کہے کہ اس کپڑے کو دس درہم میں بیچ دو، پس دس درہم سے جو زیادہ قیمت حاصل ہوگی، تو وہ آپ کی ہوگی، تو یہ صحیح ہے، اور وہ (بیچنے والا اس مقررہ قیمت سے) زیادہ کا مستحق ہوگا، اور امام شافعی نے فرمایا کہ صحیح نہیں، اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، اور یہ وجہ بھی ہے کہ وہ دوسرے کے مال میں اس کی اجازت سے تصرف کرتا ہے، تو اگلا نفع ملنے کی شرط اس کے لئے صحیح ہے، جیسا کہ مضارِب اور باغ میں کام کرنے والا (المغنی)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

إِذَا دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ ثَوْبًا، وَقَالَ :بِعْهُ بِكَذَا، فَمَا ازْدَدْت فَهُوَ لَک .صَحَّ، نَصَّ عَـلَيْـهِ أَحْـمَدُ، فِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ بْنِ سَعِيدٍ .وَرُوِيَ ذَلِکَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ .وَبِهِ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ، وَإِسْحَاقُ .وَكَـرِهَهُ النَّخَعِيُّ، وَحَمَّادٌ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَالثَّوْرِيُّ، وَالشَّـافِعِيُّ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ؛ لِأَنَّهُ أَجْرٌ مَجْهُولٌ، يَحْتَمِلُ الْوُجُودَ وَالْعَدَمَ .وَلَنَا مَا رَوَى عَـطَـاءٌ، عَـنْ ابْـنِ عَبَّـاسٍ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثَّوْبَ أَوْ غَيْرَ ذَلِکَ، فَيَقُولَ :بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا، فَمَا ازْدَدْت فَهُوَ لَک

Idara Ghufran

وَلَا يُعْرَفُ لَهُ فِي عَصْرِهِ مُخَالِفٌ .وَلِأَنَّهَا عَيْنٌ تُنَمَّى بِالْعَمَلِ فِيهَا، أَشْبَهَ دَفْعَ مَالِ الْمُضَارَبَةِ.

إذَا ثَبَتَ هَذَا، فَإِنْ بَاعَهُ بِزِيَادَةٍ، فَهِيَ لَهُ؛ لِأَنَّهُ جَعَلَهَا أُجْرَةً، وَإِنْ بَاعَهُ بِالْقَدْرِ الْمُسَمَّى مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ، فَلَا شَيْءَ لَهُ؛ لِأَنَّهُ جَعَلَ لَهُ الزِّيَادَةَ، وَلَا زِيَادَةَ هَاهُنَا، فَهُوَ كَالْمُضَارِبِ إذَا لَمْ يَرْبَحْ .وَإِنْ بَاعَهُ بِنَقْصٍ عَنْهُ، لَمْ يَصِحَّ الْبَيْعُ؛ لِأَنَّهُ وَكِيلٌ مُخَالِفٌ .وَإِنْ تَعَذَّرَ رَدُّهُ، ضَمِنَ النَّقْصَ .وَقَدْ قَالَ أَحْمَدُ :يَضْمَنُ النُّقْصَانَ مُطْلَقًا .وَهَذَا قَدْ مَضَى مِثْلُهُ فِي الْوَكَالَةِ.

وَإِنْ بَاعَهُ نَسِيئَةً، لَمْ يَصِحَّ الْبَيْعُ؛ لِأَنَّ إطْلَاقَ الْبَيْعِ يَقْتَضِي النَّقْدَ، لِمَا فِي النَّسِيئَةِ مِنْ ضَرَرِ التَّأْخِيرِ وَالْخَطَرِ بِالْمَالِ، لِيَحْصُلَ لَهُ نَفْعُ الرِّبْحِ (المغنی لابن قدامة، ج۵،ص ۳۶۶،۳۶۷، کتاب الاجارات،فصل دفع إلى رجل ثوبا وقال بعه بكذا فما ازددت فهو لک)

ترجمہ: جب کسی آدمی کو کپڑا دیا، اور کہا کہ اسے اتنے میں بیچ دو، پس جو زیادہ قیمت حاصل ہوگی، تو وہ آپ کی ہوگی، تو یہ صحیح ہے، امام احمد نے احمد بن سعید کی روایت میں اس کی تصریح فرمائی ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور یہی قول ابنِ سرین اور اسحاق کا ہے، اور نخعی، اور حماد اور ابوحنیفہ اور ثوری اور شافعی اور ابنِ منذر نے مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ یہ مجہول اجرت ہے، جو وجود اور عدمِ وجود دونوں کا احتمال رکھتی ہے، اور ہماری دلیل وہ روایت ہے جو حضرت عطاء نے حضرت ابنِ عباس سے کی ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو کپڑا یا کوئی اور چیز دے، اور پھر یہ کہے کہ آپ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دیں، پھر جو قیمت اس سے زیادہ حاصل ہو، وہ آپ کی ہے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا کوئی مخالف ظاہر نہیں ہوا، اور یہ دلیل بھی ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جو عمل کرنے سے وجود میں آتی ہے، جس کو مضاربت کے لئے مال دینے کے ساتھ مشابہت حاصل ہے، جب یہ ثابت ہوگیا، تو اگر اس نے زیادہ قیمت پر بیچا، تو وہ زیادہ قیمت اس کے لئے ہوگی، کیونکہ اس نے اس کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لئے اس کو اجرت کے طور پر مقرر کردیا تھا، اور اگر اس نے مالک کی طرف سے متعین کردہ قیمت پر بغیر کسی زیادتی کے بیچا، تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ مالک نے اس کے لئے زیادہ کا حق دیا تھا، اور اس صورت میں زیادتی پائی نہیں گئی، پس یہ اس مضارِب کی طرح ہوگیا، جس کو نفع نہ ہوا ہو (تو اسے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر مالک کو اصل مال کی قیمت حاصل ہوجایا کرتی ہے) اور اگر وہ کم قیمت پر فروخت کرے، تو بیع صحیح نہیں، کیونکہ یہ مخالفت کرنے والا وکیل ہے، اور اگر اس کی واپسی متعذر ہوجائے، تو یہ کمی کا ضامن ہوگا، اور امام احمد نے فرمایا کہ وہ مطلقاً نقصان کا ضامن ہوگا (یعنی واپسی متعذر ہوئے بغیر بھی) اور اس کے مثل وکالت میں گزر چکا ہے۔

اور اگر وہ ادھار بیچے، تو بیع صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ بیع کا اطلاق نقد کا تقاضا کرتا ہے، ادھار میں تاخیر کا ضرر بھی پایا جاتا ہے، اور مال کو خطرہ بھی لاحق رہتا ہے، تاکہ مالک کو نفع کا فائدہ حاصل ہو (المغنی)

اور حنابلہ کی کتاب المبدع فی شرح المقنع میں ہے کہ:

(فَلَوْ قَالَ: بِعْ ثَوْبِي بِعَشَرَةٍ فَمَا زَادَ فَلَكَ، صَحَّ) ، نَصَّ عَلَيْهِ، رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ .رَوَاهُ سَعِيدٌ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، وَلَمْ نَعْرِفْ لَهُ فِي عَصْرِهِ مُخَالِفًا، فَكَانَ كَالْإِجْمَاعِ، وَكَرِهَهُ الثَّوْرِيُّ وِفَاقًا لِأَبِي حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيِّ، لِأَنَّهُ أَجْرٌ مَجْهُولٌ يَحْتَمِلُ الْوُجُودَ وَالْعَدَمَ، وَرُدَّ بِأَنَّهَا عَيْنٌ تَنْمِي بِالْعَمَلِ عَلَيْهَا فَهُوَ كَدَفْعِ مَالِهِ مُضَارَبَةً وَبِهِ عَلَّلَ أَحْمَدُ، فَعَلَى هَذَا إِنْ بَاعَهُ بِزِيَادَةٍ فَهِيَ لَهُ، وَإِنْ بَاعَهُ بِمَا عَيَّنَهُ، فَلَا شَيْءَ لَهُ، لِأَنَّهُ جَعَلَ لَهُ الزِّيَادَةَ وَهِيَ مَعْدُومَةٌ فَهُوَ كَالْمُضَارِبِ إِذَا لَمْ يَرْبَحْ (المبدع فی شرح المقنع، ج۴، ص ۳۵۱، باب الوكالة)

ترجمہ: پس اگر اس نے کہا کہ میرا یہ کپڑا دس درہم میں بیچ دو، پھر جو زیادہ حاصل ہو، تو وہ آپ کا ہوگا، یہ صحیح ہے، جس کے بارے میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے صراحت مروی ہے، جس کو سعید نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ان کے زمانہ میں کسی کی مخالفت ثابت نہیں، تو یہ اجماع کی طرح ہوگیا، اور ثوری نے ابوحنیفہ اور شافعی سے اتفاق

Idara Ghufran

کرتے ہوئے مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ یہ مجہول اُجرت ہے، جو وجود اور عدمِ وجود دونوں کا احتمال رکھتی ہے، مگر اس بات کی تردید کردی گئی ہے، اس وجہ سے کہ یہ ایسی چیز ہے، جو اس پر عمل کرنے سے وجود میں آتی ہے، پس یہ ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ اپنا مال مضاربت کے طور پر دیا ہو، اور امام احمد نے یہی علت بیان کی ہے، پس اس بناء پر اگر اس نے زیادہ قیمت پر بیچا، تو وہ زیادہ قیمت اس کے لئے ہوگی، اور اگر اس نے مالک کی طرف سے متعین قیمت پر بیچا، تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا، اس لئے کہ مالک نے اس کے لئے زیادہ کا حق دیا تھا، اور وہ موجود نہیں، پس یہ ایسا ہی ہوگیا، جیسا کہ مضارب کو جب نفع نہ ہو (تو اسے بھی کچھ حاصل نہیں ہوا کرتا) (مبدع)

ملحوظ رہے کہ مذکورہ کتب کے علاوہ فقہ حنبلی کی اور کتابوں میں بھی اس معاملہ کا جواز بیان کیا گیا ہے۔ [1]

اور ابنِ قیم جوزی فرماتے ہیں کہ:

إذا دفع إليه ثوبه وقال :بعه بعشرة فما زاد فلک فنص أحمد على صحته تبعا لعبدالله بن عباس ووافقه إسحاق ومنعه أكثرهم

ووجه الخلاف :أن فى هذا العقد شائبة الوكالة والإجارة والمضاربة فمن رجح جانب الوكالة صحح العقد ومن رجح جانب الإجارة أو المضاربة أبطله لأن الأجرة والربح الذى جعل له مجهول

والصحيح :الجواز لأن العشرة تجرى مجرى رأس المال فى المضاربة

---

[1] ويجوز التوكيل بجعل وبغيره فلو قال بع هذا بعشرة فما زاد فلک صح(عمدة الفقه للمقدسى، ج ا ص ۵۹، باب الوكالة)

(فإذا قال :بعه بعشرة فما زاد فهو لک صح) وله الزيادة لأن ابن عباس -رضى الله عنه -كان لا يرى بذلک بأسا(العدة شرح العمدة الفقه ، ج ا ص ۲۸۲، باب الوكالة)

وإذا وكله فى بيع شء بجعل معلوم أوقال بعه بعشرة فما زاد فهو لک جاز (المحرر فى الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل لابن تيمية، ج ا ، ص ۳۵۰، كتاب التفليس، باب الوكالة)

كقول موكل :(بع ثوبى) هذا (بكذا) - أى عشرة -مثلا، (فما زاد فلک) ؛ صح نص عليه، ورواه سعيد عن ابن عباس بإسناد جيد، ولأنها عين تنمى بالعمل عليها، وهو البيع، فإذا باع الوكيل الثوب بزائد عما عينه وهو من غير جنس الثمن؛ فهو له، وإلا فلا شيء له؛ كما لو لم يربح مال المضاربة(مطالب أولى النهى فى شرح غاية المنتهى، ج۳،ص۴۸۸)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وما زاد فھو کالربح فإذا جعلہ کلہ لہ کان بمنزلۃ الإبضاع إذا دفع إلیہ مالا یضارب بہ وقال :ما ربحت فھو لک فلیس العقد من باب الإجارات بل ھو بالمشارکات أشبہ

فإن خاف أن یرفعہ إلی حاکم یری بطلانہ . فالحیلۃ فی ذلک :أن یقول : وکلتک فی بیعہ بعشرۃ :فإن بعتہ بأکثر فلا حق لی فی الزیادۃ فیصح ھذا وتکون الزیادۃ للوکیل (إغاثۃ اللھفان من مصاید الشیطان ،لأبی عبد اللہ محمد بن أبی بکر الشھیر بابن قیم الجوزیۃ، ج۲ ،ص ۴۰،فصل وللحیل التی یتخلص بھا من مکر غیرہ والغدر بہ أمثلۃ المثال،المثال السبعون)

ترجمہ: جب کسی کو اپنا کپڑا دیا، اور یہ کہا کہ اس کو دس درہم میں بیچ دو، پھر جو قیمت زیادہ حاصل ہو، تو وہ آپ کی ہے، تو امام احمد نے اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس کی اتباع کرتے ہوئے، اور حضرت اسحاق نے بھی ان کی موافقت کی ہے، اور دیگر اکثر حضرات نے اس سے منع کیا ہے، اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس عقد میں وکالت اور اجارہ اور مضاربت (سب ہی) کا شائبہ پایا جاتا ہے، پس جس نے وکالت کی جہت کو ترجیح دی، اس نے عقد کو صحیح قرار دیا، اور جس نے اجارہ یا مضاربت کی جہت کو ترجیح دی، اس نے باطل قرار دیا، اس لئے کہ اُجرت اور نفع جو اس کے لئے طے کیا گیا ہے، وہ مجہول ہے۔

اور صحیح اس کا جائز ہونا ہے، کیونکہ دس درہم تو مضاربت میں رأس المال کے قائم مقام ہو جائیں گے، اور جو دس درہم سے زائد ہیں، وہ نفع کی طرح ہو جائیں گے، پس جب اس نے پورا اس (بیچنے والے) کے لئے کر دیا، تو یہ ابضاع کے درجہ میں ہو گیا، جیسا کہ اس کو مضاربت کے لئے مال دیا ہو، اور یہ کہا ہو، کہ جو نفع ہوگا، وہ آپ کا ہوگا، پس یہ معاملہ اجارات کے باب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ اس کو مشارکات کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہے۔

پھر اگر اسے یہ خوف ہو کہ وہ اس معاملہ کو ایسے حاکم کی طرف لے جائے گا، جو اس کو باطل سمجھتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے دس درہم کے عوض میں اس کے بیچنے کا وکیل بنا دیا ہے، تو اگر آپ زیادہ میں بیچیں گے، تو مجھے زیادہ میں کوئی حق نہیں ہوگا، تو یہ صحیح

Idara Ghufran

ہو جائے گا، اور وہ (دس درہم پر) زیادتی وکیل کے لئے ہو جائے گی (إغاثۃ اللہفان)

اور اس میں شبہ نہیں کہ مضاربت کو مشارکت، وکالت اور قرض و اجارہ سب ہی سے من وجہٍ مشابہت حاصل ہے، اور فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق مضاربت کے معاملہ میں یہ سب جہات پائی جاتی ہیں۔

اور اگر مضاربت کے معاہدہ میں تمام نفع مضارِب یا ربُّ المال کے لئے طے ہو جائے، تب بھی اس معاملہ کو متعدد فقہائے کرام نے دوسری جہات کے اعتبار سے جائز قرار دیا ہے۔

لہٰذا امام احمد رحمہ اللہ کا مبحوث فیہ معاملہ کو مضاربت وغیرہ کے مشابہ قرار دے کر درست فرمانا معقول اور بے جا نہیں ہے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر تابعین وتبعِ تابعین کے آثار سے بھی ہوتی ہو۔ [1]

---

[1] المضاربة :عقد على الشركة فى الربح بمال من أحد الجانبين، وعمل من الجانب الآخر، ولا مضاربة بدونهما.

ثم المدفوع إلى المضارب أمانة فى يده؛ لأنه يتصرف فيه بأمر مالكه، لا على وجه البدل والوثيقة، وهو وكيل فيه، فإذا ربح فهو شريك فيه، وإذا فسدت انقلبت إجارة، واستوجب العامل أجر مثله، وإذا خالف كان غاصبا لوجود التعدى منه على مال غيره(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۲، ص ۲۳۷، مادة "تعدى")

(المضارب أمين ورأس المال فى يده فى حكم الوديعة، ومن جهة تصرفه فى رأس المال وكيل لرب المال، وإذا ربح يكون شريكا فيه) . المضارب أمين إذا لم يخالف ورأس المال أى أن رأس مال رب المال فى يده فى حكم الوديعة فى بعض الأحكام؛ لأنه قد قبض المال بإذن مالكه لا على وجه المبادلة والوثيقة وعليه فهو قبل التصرف إيداع ابتداء (درر الحكام فى شرح مجلة الأحكام،لعلى حيدر خواجه أمين أفندى ،ج۳،ص۴۳۸،المادة ۱۴۱۳،الكتاب الأول البيوع)

(وأما) (حكمها) فإنه أولا أمين وعند الشروع فى العمل وكيل وإذا ربح فهو شريك وإذا فسدت فهو أجير وإذا خالف فهو غاصب وإن أذن بعده ولو شرط الربح لرب المال كان بضاعة ولو شرط كله للمضارب كان قرضا هكذا فى الكافى(الفتاوى الهندية، ج۴،ص ۲۸۸،كتاب المضاربة،الباب الأول)

العبرة للمعانى دون الألفاظ حتى كانت المضاربة بشرط أن يكون الربح كله للمضارب قرضا وبشرط أن يكون لرب المال بضاعة(تبيين الحقائق، ج۵ص ۱۵۱، كتاب المكاتب)

وكذلك لو شرط الربح كله لرب المال، اعتبر العقد فى هذه الحالة إبضاعا، تصحيحا للعقد، وفى هذه الحالة يكون المضارب وكيلا متبرعا لصاحب المال .نص على ذلك فقهاء الحنفية.

وبه قال المالكية والشافعية والحنابلة(الموسوعة الفقهية الكويتية ،ج۸ص۱۱۶، مادة "بطلان")

أما تفسيرها شرعا فهى عبارة عن عقد على الشركة فى الربح بمال من أحد الجانبين والعمل من الجانب الآخر حتى لو شرط الربح كله لرب المال كان بضاعة ولو شرط كله للمضارب كان قرضا هكذا فى الكافى.

فلو قبض المضارب المال على هذا الشرط فربح أو وضع أو هلك المال بعد ما قبضه المضارب قبل أن يعمل به كان الربح للمضارب والوضيعة والهالك عليها كذا فى المحيط(الفتاوىٰ الهندية، ج۴ص ۲۸۵، كتاب المضاربة،الباب الأول فى تفسيرها وركنها وشرائطها وحكمها)

Idara Ghufran

مندرجہ بالا تفصیل سے موجودہ دور کے بعض اہلِ علم حضرات کی امام احمد پر وارد کی جانے والی اس بات کا بھی جواب ہوگیا، جوانہوں نے اس معاملہ کے ناجائز ہونے کے طور پر ذکر کی ہے کہ اس صورت میں اجرت مجہول ہی نہیں بلکہ غیر یقینی ہے، حتیٰ کہ بعض دفعہ وکیل کو اپنی طرف سے نقصان کی تلافی بھی کرنی پڑتی ہے، اور یہ صورت مضاربہ سے مختلف ہے، لہٰذا اس کو مضاربہ پر قیاس کرنا درست نہیں۔

جواب ظاہر ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں وکیل کم قیمت پر بیچ کر معاہدہ کی مخالفت کرنے والا ہے، جس کا وہ ذمہ دار ہے، بالخصوص جبکہ وہ کم قیمت پر بیچنے پر مجبور بھی نہیں، کیونکہ اگر اسے متعین قیمت یا اس سے زیادہ کا گاہک حاصل نہ ہو، تو اس کو مالک سے اس معاملہ کو انجام دینے سے عذر کرنے کا اختیار حاصل ہے، اور اگر وہ متعین قیمت پر فروخت کرتا ہے، تو وہ اپنا فائدہ ترک کرنے پر خود سے راضی ہے، کسی نے اُس کو اِس پر مجبور نہیں کیا، اور متعین قیمت سے زیادہ پر فروخت ہونے کی صورت میں اضافی رقم اس کے لئے جائز ہونے پر مالک پہلے سے راضی ہے، اور اس میں وکیل کو بعض صورتوں میں کچھ حاصل نہ ہونا ایسا ہی ہے، جیسا کہ فیصد کے حساب سے اُجرت متعین کرنے میں بعض اوقات جدوجہد کرنے کے باوجود وکیل کو کچھ حاصل نہیں ہوتا، مگر اس کے باوجود عُرف ورواج کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ معاملہ مضاربت سے کچھ مختلف ہے، بعینہٖ مضاربت میں داخل نہیں، لہٰذا اس کو مضاربت پر قیاس کرنا درست نہیں، تو اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بعینہٖ اس کو مضاربت کا معاملہ قرار نہیں دیا، بلکہ اس پر وارِد ہونے والے شبہ کے جواب میں مضاربت کو بطور تمثیل ونظیر کے پیش کیا ہے، اور تمثیل اور نظیر میں کچھ فرق ہونا مضر نہیں ہوا کرتا۔

اور بعض مالکیہ نے وکالت یا دلالی کے اس معاملہ کو حرام وناجائز قرار دینے کے بجائے، تقوے اور ورع کے خلاف قرار دیا ہے، اور اس کے مُرتکب کو قابلِ تشنیع نہیں سمجھا، بالخصوص جبکہ اس کی ضرورت پیش آئے۔ [1]

---

[1] وَقَدْ تَرْجَمَ الْبُخَارِيُّ بَابَ الْإِجَارَةِ وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النِّصْفِ، وَأَجَازَ ذَلِكَ الْأَوْزَاعِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اهـ .وَنَقَلَ أَيْضًا فِي صَحِيحِهِ .قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :أَنْ يُقَالَ بِعْ هَذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلَى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ .وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ :إذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ فَلَكَ أَوْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ اهـ. وَكَانَ سَيِّدِي ابْنُ سِرَاجٍ -رَحِمَهُ اللَّهُ- فِيمَا هُوَ جَارٍ عَلَى هَذَا لَا يُفْتِي بِفِعْلِهِ ابْتِدَاءً وَلَا يُشَنِّعُ عَلَى مُرْتَكِبِهِ، قُصَارَى أَمْرِ مُرْتَكِبِهِ أَنَّهُ تَارِكٌ لِلْوَرَعِ وَمَا الْخِلَافُ فِيهِ شَهِيرٌ لَا حِسْبَةَ فِيهِ وَلَا سِيَّمَا إنْ دَعَتْ لِذَلِكَ حَاجَةٌ (التاج والإكليل لمختصر خليل، ج۷، ص۴۹٦)

Idara Ghufran

اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا رُجحان اس طرف ہے کہ یہ وکالت یا دلالی کا معاملہ اگر ایک عقد کے طور پر انجام نہ دیا جائے، بلکہ باہمی رضامندی کے طور پر انجام دیا جائے، تو حرج نہیں، اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو اسی صورت پر محمول کیا ہے۔ [۱]

جبکہ علامہ ابنِ حزم اُندلسی نے، چیز کے مالک کی طرف سے اس طرح کسی کو کہنے اور اختیار دینے کو ایک وعدہ پر محمول کیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

فَلَوْ قَالَ لَهُ :بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا، فَإِنْ أَخَذْت أَكْثَرَ فَهُوَ لَك؟ فَلَيْسَ شَرْطًا وَالْبَيْع صَحِيحٌ، وَهِيَ عِدَّةٌ لَا تَلْزَمُ، وَلَا يُقْضَى بِهَا؛ لِأَنَّهُ لَا يَحِلُّ مَالٌ أُخِذَ بِغَيْرِ رِضَاهُ، وَالرِّضَا لَا يَكُونُ إلَّا بِمَعْلُومٍ، وَقَدْ يَبِيعُهُ بِزِيَادَةٍ كَثِيرَةٍ لَا تَطِيبُ بِهَا نَفْسُ صَاحِبِ السِّلْعَةِ إذَا عَلِمَ مِقْدَارَهَا (المحلی بالآثار، لأ بن حزم الأندلسی ، ج۷، ص ۳۴۵، مسألة بيع سلعة بثمن يحده له صاحبها)

ترجمہ: پس اگر اس کو یہ کہا کہ اس کو اتنے اور اتنے میں بیچ دو، پھر اگر آپ کو زیادہ قیمت حاصل ہو، تو وہ آپ کی ہے، تو یہ شرط نہیں ہے، اور بیع صحیح ہے، اور یہ ایک وعدہ ہے، جو لازم نہیں ہوتا، اور نہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، کیونکہ جو مال مالک کی رضامندی کے بغیر لیا جائے، وہ حلال نہیں ہوتا، اور رضامندی متعین اور معلوم چیز کے ساتھ ہی ہوا کرتی ہے، اور بعض اوقات وہ بہت زیادہ قیمت میں بیچ دیتا ہے، جس کو دینے پر سامان کا مالک دلی طور پر راضی نہیں ہوتا، جبکہ اسے اس کی مقدار معلوم ہو جائے (محلیٰ بالآ ثار)

مذکورہ تفصیل کا خلاصہ ونتیجہ یہ نکلا کہ کسی کو اپنی چیز فروخت کرنے کا اس طرح وکیل بنانا کہ تم میری چیز فروخت کر دو، اور مجھے اتنی قیمت چاہیے، اس سے زیادہ جتنے کی بھی فروخت ہو وہ آپ کی ہے، یہ معاملہ حضرت ابنِ عباس اور کئی جلیل القدر تابعین وتبع تابعین اور امام احمد کے نزدیک وکالت یا مضاربت وغیرہ

---

[۱] وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَدْفَعَ الرَّجُلَ إِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ فَيَقُولُ ": بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا، فَمَا زِدْتَ فَهُوَ لَكَ "وَهُوَ فِيمَا أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، أنبأ أَبُو الْحَسَنِ الْكَارِزِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، ثنا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِذَلِكَ .وَهَذَا أَيْضًا يَكُونُ عَلَى سَبِيلِ الْمُرَاضَاةِ لَا عَلَى سَبِيلِ الْمُعَاقَدَةِ، وَاللهُ أَعْلَمُ(السنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث ١١٦٥٦)

Idara Ghufran

کے مشابہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے، اور دیگر فقہائے کرام اور بعض تابعین، اس کو مجہول یا نا معلوم اجرت ہونے کی وجہ سے ممنوع یا مکروہ قرار دیتے ہیں۔

جبکہ بعض اہلِ علم حضرات اس کو عقد پر محمول کرنے کے بجائے، ایک طرح کے وعدہ پر محمول کرتے ہیں، اور معاملہ کو باطل یا فاسد کے بجائے جائز قرار دیتے ہیں، اور ان کے نزدیک اگر اس طرح کا وعدہ کرنے کے بعد مالک پوری قیمت خود رکھ لے، تو اس کے لئے یہ حلال ہے، اور اس سے جبری یا قانونی طریقہ پر وہ اضافی رقم نہیں لی جاسکتی، البتہ اگر وہ خود سے اپنے وعدہ کی تکمیل پر عمل کرتے ہوئے اضافی رقم وکیل کو اس کی محنت کے ثمرہ کے طور پر دے دے، تو کوئی بُری بات بھی نہیں، بلکہ تکمیلِ وعدہ کی صورت ہونے کی وجہ سے اجر وثواب سے خالی نہیں۔

اور اس پوری صورتِ حال کے تناظر میں ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ اس طرح کے معاملہ پر پیش قدمی کرنے سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، اور اس کے بجائے مخصوص رقم وغیرہ کی شکل میں اُجرت مقرر کرکے یا فیصد کے اعتبار سے کمیشن مقرر کرکے، یا وکیل کو وقت اور ایام کے اعتبار سے اُجرت کا معاوضہ مقرر کرکے معاملہ طے کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی جگہ اس طرح سے چیز کے فروخت کرنے کا تعامل اور عرف ورواج ہوجائے، اور اس طرح عمل کرنے کے نتیجہ میں تنازع بھی نہ کھڑا ہوتا ہو، جیسا کہ سوال میں اس کا ذکر ہے، تو پھر یہ معاملہ امام احمد رحمہ اللہ کے علاوہ دوسرے فقہاء کے نزدیک بھی جائز قرار پائے گا، کیونکہ عرف وعادت، اور تعامل ورواج کی وجہ سے اس طرح کے معاملات جائز قرار پاتے ہیں، اور یہ تعامل حجت ہوتا ہے، اور اسی تعامل اور عرف ورواج کی بناء پر متأخرین حنفیہ نے سابق عدمِ جواز کے قول کو ترک کرکے عام دلالی کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ گزرا۔ [1]

---

[1] قد تقتضی مصالح الناس وحوائجهم الأخذ بالعادات والأعراف .لكن المقصود هو العرف الصحيح، وهو ما تعارفه الناس دون أن يحرم حلالا أو يحل حراما .ولذلک يقول الفقهاء :الثابت بالعرف كالثابت بالنص .ومن القواعد الفقهية :العادة محكمة، أى معمول بها شرعا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٦، ص ٢٦١ ،ماده،حاجة)

العرف .والمختار فی تعريفه أنه ما استقر فی النفوس من جهة العقول، وتلقته الطباع السليمة بالقبول . وهو دليل كاشف إذا لم يوجد نص ولا إجماع على اعتباره أو إلغائه، كالاستئجار بعوض مجهول لا يفضی إلى النزاع (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ١٣١)

ويعتبر جمهور الفقهاء العرف فی تعيين ما تقع عليه الإجارة من منفعة، فكيفية الاستعمال تصرف إلى العرف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اوراگر کسی جگہ یا کسی چیز کے متعلق اس طرح کے معاملہ کا تعامل اور عرف ورواج نہ ہو، تو پھر اس طرح کا معاملہ کرنے سے ابتدائی طور پر حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے، تاکہ غیر معمولی زیادہ قیمت میں فروخت ہونے کی صورت میں، مالک کی طیبِ خاطر کے بغیر مال حاصل کرنے کا مفسدہ نہ پایا جائے، اوراگر کبھی ایسی صورت پیش آئے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کو وعدہ پر محمول کیا جائے، اوراس چیز کو فروخت کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ مالک کو قابلِ فروخت قیمت بتا کر اور اضافی رقم کو متعین طریقہ پر اجرت کے طور پر مقرر کر کے معاملہ انجام دیا جائے، اور مالک کو بھی چاہئے کہ اپنے وعدہ کے مطابق اور وکیل کی محنت کے پیشِ نظر طیبِ خاطر سے دوسرے کو اضافی رقم دے کر اپنی طرف سے کئے ہوئے وعدہ کو نبھائے۔

لیکن اگر کسی نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا، اور وہ چیز مالک کی طرف سے متعین کردہ قیمت سے زیادہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والعادة .والتفاوت فى هذا يسير لا يفضى إلى المنازعة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا، ص ۲۶۱، مادة "اجارة")

أثر العرف فى دلالة الصيغة على المقصود:

للعرف أثر فى دلالة الصيغة على المراد، ومراعاة حمل الصيغة على العرف له أثر فى الأحكام الاجتهادية التى لا نص فيها والتى بنيت أساسا على الأعراف التى كانت سائدة.

يقول ابن القيم :مما تتغير به الفتوى لتغير العرف والعادة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۸، ص ۱۶۱، مادة "صيغة")

والتفاوت فيه يسير لا يفضى إلى المنازعة؛ ولأن الناس يتعاملون ذلك من غير نكير فسقط اعتبار هذه الجهالة بتعامل الناس (بدائع الصنائع، ج۴، ص ۱۸۱، كتاب الاجارة، فصل فى أنواع شرائط ركن الإجارة)

الجهالة لا تمنع صحة التمليك لعينها بل لإفضائها إلى المنازعة؛ ألا ترى أنها لا تمنع فى موضع لا يفضى إلى المنازعة؟ كما إذا باع قفيزا من هذه الصبرة أو عشرة دراهم من هذه النقرة، وهذا النوع من الجهالة ههنا لا يفضى إلى المنازعة (بدائع الصنائع، ج۵، ص ۱۷۲، وص ۱۷۳ كتاب البيوع، فصل فى شرائط الصحة فى البيوع)

وفى الأشباه فى أواخر قاعدة :العادة محكمة عن المنية :لو دفع غزلا إلى حائك لينسجه بالنصف جوزه مشايخ بخارى للعرف(الدر المختار، كتاب البيوع، باب الصرف)

العادة محكمة .يعنى أن العادة عامة كانت أو خاصة تجعل حكما لإثبات حكم شرعى .هذه المادة هى نفس القاعدة المذكورة فى كتاب الأشباه وكتاب المجامع، ومعنى محكمة أى هى المرجع عند النزاع؛ لأنها دليل يبنى عليه الحكم، وهى مأخوذة من الحديث الشريف القائل ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن تعريف العادة :هى الأمر الذى يتقرر بالنفوس ويكون مقبولا عند ذوى الطباع السليمة بتكراره المرة بعد المرة، على أن لفظة العادة يفهم منها تكرر الشىء ومعاودته بخلاف الأمر الجارى صدقة مرة أو مرتين، ولم يعتده الناس، فلا يعد عادة ولا يبنى عليه حكم .والعرف بمعنى العادة أيضا (درر الحكام فى شرح مجلة الأحكام،لعلى حيدر خواجه أمين أفندى ، ج ا ، ص ۴۴، المقالة الثانية فى بيان القواعد الكلية الفقهية، المادة ۳۶)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

میں فروخت کردی، اور مالک کے ساتھ کسی دھوکہ دہی وغلط بیانی کا بھی ارتکاب نہیں کیا، یا کوئی چیز ایسی تھی کہ اس کی قیمتِ فروخت کا مالک کو پہلے سے کچھ اندازہ تھا، جس کی وجہ سے وہ اتنی رقم وکیل کے حق میں چھوڑنے اور دستبردار ہونے پر طیبِ خاطر کے ساتھ راضی تھا، تو ہمارے نزدیک تمام تر علمی تعصّبات سے بالاتر ہوکر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی جلیل القدر تابعین وتبع تابعین اور امام احمد رحمہ اللہ کے قول اور دلیل کے معقول ہونے کے پیشِ نظر اس طرح کے معاملہ کو درست قرار دینے کی گنجائش پائی جاتی ہے، گو دوسرے اہلِ علم حضرات کو اس سے اختلاف کیوں نہ ہو، کیونکہ جس طرح وہ اپنے نزدیک راجح مؤقف کو اختیار کرنے کے مکلّف ہیں، اسی طرح ہم بھی دلائل کے پیشِ نظر اپنے نزدیک راجح مؤقف کو اختیار کرنے کے مکلّف ہیں، اور ہم اس طرح کے مجتہَد ومختلَف فیہ فروعی مسائل ومعاملات میں زیادہ شدت، علمی تعصب اور جموع وجمود اختیار کرنے کے طرزِ عمل سے اتفاق نہیں کرتے۔

فقط۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۱۸/ جمادی الاولیٰ/ ۱۴۳۵ھ 20/ مارچ/ 2014ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

مسنون حجامہ (Cupping Therapy) کے لئے رابطہ کریں

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0321-5349001)

(۲)......اہلیہ محمد نعیم بخاری (مکان نمبر 92، فیز 8، رفیع بلاک، ویلی ویو Velly Wiew روڈ، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0334-9141881)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(3)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی، 0321-5349001

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

تمباکو نوشی (Tobacco and Smoking) کے احکام (دوسری و آخری قسط)

مساجد اور علمی و دینی مجالس میں تمباکو و سگریٹ نوشی کا حکم

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا، حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا يَعْنِي الثُّوْمَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ سبزی یعنی لہسن کھایا، تو وہ ہماری مساجد کے قریب نہ آئے، یہاں تک کہ اُس کی بو ختم نہ ہو جائے (مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ، اَلثُّوْمِ -وَقَالَ مَرَّةً : مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ (مسلم) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یہ سبزی یعنی لہسن اور ایک مرتبہ فرمایا کہ جس نے پیاز (Onion) اور لہسن (Garlic) اور آل یا سبز پیاز (Leek) کھائی تو وہ (بدبو ختم ہونے تک) ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے ایذاء (وتکلیف) پہنچتی ہے، جن سے انسانوں کو ایذاء (وتکلیف) پہنچتی ہے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

---

[1] رقم الحدیث ۵۶۱ "۶۹"، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب نهی من أکل ثوما أو بصلا أو کراثا أو نحوها.

[2] رقم الحدیث ۵۶۴ "۷۴"، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب نهی من أکل ثوما أو بصلا أو کراثا أو نحوها.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے لہسن یا پیاز کھایا، تو وہ (بدبُودور ہونے تک) ہم سے الگ رہے، یا ہماری مسجد سے الگ رہے (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَوَقَعْنَا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّوْمِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ، فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيْدًا، ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّيْحَ فَقَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيْثَةِ شَيْئًا، فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ، حُرِّمَتْ، فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِيْ تَحْرِيْمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لِيْ، وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيْحَهَا (مسلم) [2]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس سبزی لہسن والی جگہ پہنچے، اور لوگ بھوکے تھے، پس ہم نے بہت زیادہ لہسن کھالیا، پھر ہم مسجد میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی بو کو محسوس کیا، اور فرمایا کہ جس نے اس خبیث سبزی میں سے کچھ کھایا، تو وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔ یہ سُن کر لوگوں نے کہا کہ لہسن حرام کردیا گیا، حرام کردیا گیا، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے اس چیز (یعنی لہسن) کو حرام کرنے کا اختیار نہیں، جس کو اللہ نے میرے لئے حلال کیا ہے؛ البتہ یہ ایسی سبزی ہے کہ جس کی بو مجھے ناپسند ہے (مسلم)

اس قسم کا مضمون اور احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ۵۴۵۲، كتاب الاطعمة، باب ما يكره من الثوم والبقول.

[2] رقم الحديث ۵۶۵ "۷۶"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها؛ مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۵۸۳.

[3] عن جابر بن سمرة، عن أبي أيوب الأنصاري، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتي بطعام أكل منه، وبعث بفضله إلي، وإنه بعث إلي يوما بفضلة لم يأكل منها، لأن فيها ثوما، فسألته: أحرام هو؟ قال: لا، ولكني أكرهه من أجل ريحه، قال: فإني أكره ما كرهت (مسلم، رقم الحديث ۲۰۵۳ "۱۷۰"، باب إباحة أكل الثوم، وأنه ينبغي لمن أراد خطاب الكبار تركه، وكذا ما في معناه)

Idara Ghufran

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ مساجد اور دینی مجالس ومحافل میں تمباکو وسگریٹ نوشی کرنا جائز نہیں، خواہ فی نفسہ اس کومباح یا مکروہ یا حرام قرار دیا جائے، کیونکہ جب کچا پیاز اور لہسن کھاکر بدبُو دور کیے بغیر مساجد اور دینی مجالس میں آنے سے بھی شریعت نے منع کیا ہے، تو سگریٹ نوشی کا بھی بدرجہ اولیٰ یہی حکم ہونا چاہئے، اور سگریٹ نوشی کے علاوہ تمباکو نوشی کی جتنی بھی ایسی صورتیں ہیں کہ جن سے بدبو پیدا ہوتی یا دوسروں کو گھن آتی ہے، ان سب کا یہی حکم ہے۔ [1]

غیر دینی اور عام مجالس ومواقع میں تمباکو وسگریٹ نوشی کا حکم

جو مجالس اور محافل نماز اور دین کے لئے نہ ہوں، جیسا کہ ولیمہ کی تقریبات یا عام بازار تو ایسی مجالس میں

[1] حكم شرب الدخان فى المساجد ومجالس القرآن والعلم والمحافل:

لا يجوز شرب الدخان فى المساجد باتفاق، سواء قيل بإباحته أو كراهته أو تحريمه، قياسا على منع أكل الثوم والبصل فى المساجد، ومنع آكلهما من دخول المساجد حتى تزول رائحة فمه، وذلک لكراهة رائحة الثوم والبصل، فيتأذى الملائكة والمصلون منها، ويلحق الدخان بهما لكراهة رائحته -والمساجد إنما بنيت لعبادة الله، فيجب تجنيبها المستقذرات والروائح الكريهة -فعن جابر رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم .

قال ابن عابدين :يمنع فى المسجد أكل نحو ثوم وبصل ونحوه مما له رائحة كريهة، للحديث الصحيح فى النهى عن قربان آكل الثوم والبصل المسجدَ قال الإمام العينى فى شرحه على صحيح البخارى :قلت :علة النهى أذى الملائكة وأذى المسلمين.

قال ابن عابدين :ويلحق بما نص عليه فى الحديث :كل ما له رائحة كريهة مأكولا أو غيره.

ونقل ابن عابدين عن الطحطاوى :إن الدخان ملحق بالبصل والثوم فى هذا الحكم.

وقال الشيخ عليش المالكى :لا شک فى تحريم شرب الدخان فى المساجد والمحافل لأن له رائحة كريهة، ونقل عن مجموع الأمير فى باب الجمعة :أنه يحرم تعاطى ما له رائحة كريهة فى المسجد والمحافل.

وفى الشروانى على تحفة المحتاج :يمنع من دخول المسجد ذو الرائحة الكريهة، كآكل البصل والثوم، ومنه ريح الدخان المشهور الآن.

كذلک لا يجوز لشارب الدخان دخول المسجد حتى تزول الرائحة من فمه، قياسا على منع آكل الثوم والبصل من دخول المسجد حتى تزول الرائحة .واعتبر الفقهاء أن وجود الرائحة الكريهة، عذر فى التخلف عن الجمعة والجماعة، إذا لم يفعل ذلک قصدا لإسقاط الجماعة.

ولا يختص المنع بالمساجد، بل إنه يشمل مجامع الصلاة غير المساجد، كمصلى العيد والجنائز ونحوها من مجامع العبادات، وكذا مجامع العلم والذكر ومجالس قراء ة القرآن ونحوها.

هذا مع اختلاف الفقهاء فى منع من فى فمه رائحة الدخان من دخول المسجد، أو مجامع العبادات، ومجالس القرآن، فحرمه الحنفية والمالكية، وكرهه الشافعية والحنابلة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص ١٠٨، وص ١٠٩، مادة "تبغ")

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بعض حضرات نے تمباکو وسگریٹ نوشی کو مباح، بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام قرار دیا ہے، خاص طور پر جبکہ شریعت نے منہ صاف رکھنے اور دوسروں کو ایذاء رسانی سے بچانے کا حکم بھی دیا ہو تو عام مجالس میں بھی کراہت میں شبہ نہیں۔

اور اگر کسی موقع پر سگریٹ نوشی کی قانوناً ممانعت ہو، تو پھر بہر حال قانون شکنی جائز نہیں۔ [1]

تمباکو وسگریٹ کی بیع اور کاشت کا حکم

تمباکو اور سگریٹ کی بیع اور کاشت کے ناجائز، مباح یا مکروہ ہونے میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے۔

جو حضرات تمباکو اور سگریٹ نوشی کو حرام قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک اس کی بیع اور کاشت بھی ناجائز ہے، اور جو حضرات تمباکو وسگریٹ نوشی کو مکروہ قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک مکروہ ہے، اور جو حضرات تمباکو وسگریٹ نوشی کو مباح قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک مباح ہے، وہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی صرف دوا وغیرہ کے طور پر کاشت وبیع کرے، تو پھر مباح وجائز ہونے میں اختلاف نہ ہوگا، اور عام حالات میں مکروہ ہونا راجح ہوگا۔ [2]

---

[1] كذلك اختلف الفقهاء بالنسبة للمجامع التى ليست للصلاة أو الذكر أو قراء ة القرآن .وذلك كالولائم ومجالس القضاء .فأفتى بإباحته فى مجالس القضاء الشيخ محمد مهدى العباسى الحنفى شيخ الأزهر ومفتى الديار المصرية.وقال الشيخ عليش المالكى :يحرم تعاطيه فى المحافل.

وكرهه الشافعية والحنابلة.

أما الأسواق ونحوها، فقد قال الإمام النووى :يلحق بالثوم والبصل والكراث كل ما له رائحة كريهة من المأكولات وغيرها، وقاس العلماء على المساجد مجامع العبادات ومجامع العلم والذكر والولائم ونحوها .ثم قال :ولا يلتحق بها الأسواق ونحوها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص ١٠٨، وص ١٠٩، مادة "تبغ")

وفى الحديث وجوب طاعة ولاة الأمور وهى مقيدة بغير الأمر بالمعصية كما تقدم فى أوائل الفتن والحكمة فى الأمر بطاعتهم المحافظة على اتفاق الكلمة لما فى الافتراق من الفساد الحديث الثانى (فتح البارى للعسقلانى، ج١٣، ص ١١٢، قوله باب قول الله تعالى أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم)

أجمع العلماء على وجوبها فى غير معصية وعلى تحريمها فى المعصية نقل الإجماع على هذا القاضى عياض وآخرون(شرح النووى،كتاب الإمارة،باب وجوب طاعة الأمراء فى غير معصية وتحريمها فى المعصية)

[2] حكم بيع الدخان وزراعته:كان الاختلاف بين الفقهاء بالنسبة للدخان هو فى بيان حكم شربه، هل هو حرام أو مباح أو مكروه؟ وكان التعرض لبيان حكم بيعه أو زراعته قليلا.

على أنه يمكن أن يقال فى الجملة :إن الذين حرموه يستتبع ذلك عندهم حرمة بيعه وزراعته، والذين أباحوه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

تمباکو وسگریٹ کی طہارت ونجاست کا حکم

اصولی اعتبار سے تمباکو، سگریٹ اور پان ونسوار پاک چیز شمار ہوتی ہے، جب تک کہ اس میں دوسری ناپاک ونجس چیز شامل نہ ہو، بلکہ افیون وغیرہ بھی پاک ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ يباح عندهم بيعه وزراعته. يقول الشيخ عليش من المالكية: الحاصل أن الدخان في شربه خلاف بالحل والحرمة، فالورع عدم شربه، وبيعه وسيلة لشربه، فيعطى حكمه.

ونورد فيما يلي ما أمكن العثور عليه من أقوال في ذلك:

من الحنفية نقل ابن عابدين عن الشرنبلالي: أنه يمنع من بيع الدخان، ومن المالكية، ذكر الشيخ عليش: ما يفيد جواز زراعته وبيعه، فقد سئل في الدخان الذي يشرب في القصبة، والذي يستنشق به، هل كل منهما متمول؟ فإذا أتلف شخص شيئا من أحدهما مملوكا لغيره يكون عليه الضمان، أو كيف الحال؟

فأجاب: نعم كل منهما متمول؛ لأنه طاهر فيه منفعة شرعية لمن اختلت طبيعته باستعماله وصار له كالدواء، فكل منهما كسائر العقاقير التي يتداوى بها من العلل، ولا يرتاب عاقل متشرع في أنها متمولة، فكذلك هذان، كيف والانتفاع على الوجه المذكور والتنافس حاصلان بالمشاهدة.

فإذا أتلف شخص شيئا من أحدهما مملوكا لغيره كان عليه الضمان، وقد أفتى بعض المتأخرين بجواز بيع مغيب العقل بلا نشوة، لمن يستعمل منه القدر اليسير الذي لا يغيب عقله، واستظهر فتواه سيدي إبراهيم اللقاني.

كذلك سئل الشيخ عليش: عن رجل تعدى على بصل لآخر أو جزر أو خس أو دخان أو مطلق زرع قبل بدو صلاحه، فماذا يلزمه؟ وهل يعتبر وقت الحصاد، أو ما يقوله أهل المعرفة؟ وإن كان بعد بدو الصلاح فما الحكم؟

فأجاب: إن تعدى على الزرع قبل بدو الصلاح أغرم قيمته يوم التعدي على الرجاء والخوف، وإن تأخر الحكم عليه بالغرم حتى رجع الزرع لحاله سقطت عنه القيمة ويؤدب المفسد، وإن تعدى بعد بدو الصلاح أغرم قيمته يوم التعدي على البت.

ومن الشافعية: جاء في حاشية الشبراملسي على نهاية المحتاج: يصح بيع الدخان المعروف في زماننا؛ لأنه طاهر منتفع به أي عند بعض الناس.

وجاء في حاشية الشرواني على تحفة المحتاج ما ملخصه جواز بيعه. للخلاف في حرمته ولانتفاع بعض الناس به. كما إذا كان يعلم الضرر بتركه، وحينئذ فيصح بيعه.

ولم نعثر على نص في مذهب الحنابلة، لكن جاء في كشاف القناع ما يمكن أن يستفاد منه جواز بيعه قياسا.

قال: السم من الحشائش والنبات، إن كان لا ينتفع به، أو كان يقتل قليله، لم يجز بيعه، وإن انتفع به وأمكن التداوي بيسيره جاز بيعه، لما فيه من النفع المباح (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٠، ص١٠٩، وص١١٠، مادة "تبغ")

[1] حكم الدخان من حيث الطهارة والنجاسة: صرح المالكية والشافعية بطهارة الدخان.

قال الدردير: من الطاهر الجماد، ويشمل النبات بأنواعه. قال الصاوي: ومن ذلك الدخان.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تمباکو وسگریٹ نوشی سے روزہ فاسد ہونے کا حکم

روزہ کی حالت میں قصداً وعمداً تمباکو وسگریٹ نوشی کرنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے، اور بعض حضرات کے نزدیک اگر رمضان کا ادائی فرض روزہ ہو، تو جان بوجھ کر اس عمل کا ارتکاب کرنے سے قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے۔ [۱]

لیکن اگر منشیات کا استعمال منہ، ناک کے بغیر مثلاً ٹیکہ لگا کر کیا جائے، تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

زوج کا زوجہ کو تمباکو نوشی سے منع کرنے کا حکم

اگر کسی کی بیوی تمباکو نوشی کی عادی ہو، تو اکثر اہلِ علم حضرات کے نزدیک اس کے شوہر کو اسے منع کرنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وفی نهاية المحتاج قال الشبراملسی فی الحاشية :يصح بيع الدخان المعروف فی زماننا؛ لأنه طاهر منتفع به.
وورد مثل ذلک فی حاشية الجمل وحاشية الشروانی وحاشية القليوبی.
هذا وقد ذكر القرافی فی الفرق الأربعين " :قاعدة المسكرات والمرقدات والمفسدات "
(تنبيه) تنفرد المسكرات عن المرقدات والمفسدات بثلاثة أحكام :الحد، والتنجيس، وتحريم اليسير.
والمرقدات والمفسدات لا حد فيها ولا نجاسة، فمن صلى بالبنج معه أو الأفيون لم تبطل صلاته إجماعا.
هذا وبعض من حرم الدخان وعلل حرمته بالإسكار فهی عنده نجسة قياسا على الخمر.
ولم نعثر على نص فی مذهب الحنفية، إلا أن قواعدهم تدل على أن الدخان طاهر، فقد قال ابن عابدين :
الأشربة الجامدة كالبنج والأفيون.
لم نر أحدا قال بنجاستها، ولا يلزم من الحرمة نجاسته، كالسم القاتل، فإنه حرام مع أنه طاهر.
كذلک لم نعثر على نص فی مذهب الحنابلة، إلا أنه جاء فی نيل المآرب :المسكر غير المائع طاهر
(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۱۱۱، مادة "تبغ")

[۱] اتفق الفقهاء على أن شرب الدخان المعروف أثناء الصوم يفسد الصيام لأنه من المفطرات.
كذلک يفسد الصوم لو أدخل الدخان حلقه من غير شرب، بل باستنشاق له عمدا، أما إذا وصل إلى حلقه بدون قصد، كأن كان يخالط من يشربه فدخل الدخان حلقه دون قصد، فلا يفسد به الصوم، إذ لا يمكن الاحتراز من ذلک.
وعند الحنفية والمالكية :إن تعمد ذلک فعليه القضاء والكفارة .
وعند الشافعية والحنابلة عليه القضاء فقط، إذ الكفارة عندهم تكون بالجماع فقط فی نهار رمضان.
وكذلک يفطر الصائم بمضغ الدخان أو نشوقه، لأنه نوع من أنواع التكييف، ويصل طعمه للحلق، ويتكيف به الدماغ مثل تكيفه بالدخان الذی يمص بالعود.
وهذا ما صرح به المالكية، وقواعد المذاهب الأخرى لا تأباه (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۱۱۱، وص۱۱۲، مادة "تبغ")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کا حق حاصل ہوتا ہے، کیونکہ یہ شوہر کی ایذاء وتکلیف کا باعث ہے۔ ۱

اور اس کے برعکس اگر کسی کا شوہر تمبا کونوشی میں مبتلا ہو، تو قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو بھی اس سے منع کرنے کا حق حاصل ہونا چاہئے، کیونکہ اس سے بسا اوقات بلکہ عموماً بیوی کو بھی ایذاء وتکلیف پہنچتی ہے۔ ۲

زوجہ کی تمبا کونوشی کے نفقہ کا حکم

اگر کسی کی بیوی تمبا کونوشی میں مبتلا ہو، تو حنفی فقہ سے تعلق رکھنے والے اہلِ علم حضرات کے نزدیک اس کے شوہر پر اس کی تمبا کونوشی کا خرچہ، نان نفقہ میں شامل ہو کر واجب نہیں ہوتا۔

اور بعض دوسرے سلسلہ کے اہلِ علم حضرات کے نزدیک واجب ہوتا ہے۔ ۳

بیماری کے علاج معالجہ کے لئے تمبا کونوشی کا حکم

اگر کسی کو کوئی بیماری لاحق ہو، تو اس کا تمبا کو سے علاج معالجہ کرنا یعنی دوا کرنا بہت سے فقہائے کرام کے

---

۱ حق الزوج فی منع زوجته من شرب الدخان:

یری جمهور الفقهاء (الحنفية والمالكية وأحد وجهين عند الشافعية والحنابلة) أن للزوج منع زوجته من كل ما له رائحة كريهة، كالبصل والثوم، ومن ذلك شرب الدخان المعروف؛ لأن رائحته تمنع كمال الاستمتاع، خصوصا إذا كان الزوج لا يشربه.

والوجه الثانی عند الشافعية والحنابلة :أنه ليس له منعها من ذلك لأنه لا يمنع الوطء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۱۱۲، مادة "تبغ")

۲ وفی شرح العلامة الشيخ إسماعيل النابلسي والد سيدنا عبد الغني على شرح الدرر بعد نقله أن للزوج منع الزوجة من أكل الثوم والبصل وكل ما ينتن الفم.

قال :ومقتضاه المنع من شربها التتن لأنه ينتن الفم خصوصا إذا كان الزوج لا يشربه أعاذنا الله تعالى منه. وقد أفتى بالمنع من شربه شيخ مشايخنا المسيرى وغيره اهـ .وللعلامة الشيخ على الأجهورى المالكى رسالة فی حله نقل فيها أنه أفتى بحله من يعتمد عليه من أئمة المذاهب الأربعة (ردالمحتار، ج۶، ص۴۵۹، كتاب الاشربة)

۳ التبغ فی نفقة الزوجة:

یری بعض الشافعية والحنابلة أن الزوجة إن اعتادت شرب الدخان تفكها وجب على الزوج توفيره لها ضمن حقها فی النفقة.ويرى الحنفية أنه لا يلزمه ذلك وإن تضررت بتركه، قال ابن عابدين :لأن ذلك إن كان من قبيل الدواء أو من قبيل التفكه، فكل من الدواء والتفكه لا يلزمه.

ولم يصرح المالكية بذلك، إلا أن قواعدهم كالحنفية فی أن الدواء والتفكه لا يلزم الزوج (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰، ص۱۱۲، مادة "تبغ")

Idara Ghufran

نزدیک جائز ہے، جیسا کہ نشہ آور چیز اور افیون وغیرہ کے متعلق بھی حکم ہے۔ [1]

مذکورہ حکم تو ایک اصولی درجہ میں تھا، جہاں تک ماہر طبیب کے مشورہ سے علاج اور بیماری (مثلاً گیس وغیرہ) دور کرنے کی غرض سے تمباکو وسگریٹ نوشی کا تعلق ہے، تو اس بارے میں

سمجھ لینا چاہئے کہ اس غرض کے لئے تمباکو وسگریٹ نوشی کرنے کے لئے کچھ شرائط مقرر ہیں، مثلاً یہ کہ سگریٹ کے علاوہ اس سے بہتر دوسرا متبادل علاج آسانی میسر نہ ہو، اور تمباکو وسگریٹ نوشی کے بعد اپنے منہ کی اچھی طرح صفائی کرلے اور منہ کی بدبو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کرے، اور اس کے بغیر مساجد اور عام مجالس میں حاضر نہ ہو۔

نیز یہ کہ عام مجالس اور تقریبات میں دوسروں کے قریب بیٹھ کر تمباکو وسگریٹ نوشی سے پرہیز کرے (کہ یہ دوسروں کی ایذا اور تکلیف کا باعث ہے) اور جتنی مقدار علاج کے لئے درکار ہو اُس پر اکتفاء کرے (جیسا کہ دوسرے علاج معالجہ اور دوائیوں کے بارے میں اصول ہے کہ صرف مرض کی حالت میں ہی دواء کو استعمال کیا جاتا ہے، مرض دور ہونے کے بعد نہیں خصوصاً جس چیز میں منفی اور نقصان دہ پہلو یعنی Side Effect بھی غالب ہو) لِاَنَّ الضَّرُوْرَةَ یُتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضَّرُوْرَةِ۔ [2]

بعض لوگ عادت ہوجانے کی وجہ سے تمباکو وسگریٹ نوشی کے چھوڑنے پر نفسیاتی بے چینی کو

---

[1] حکم التداوی بالتبغ:

من القواعد العامة التی أجمع علیها الفقهاء أن الأشیاء المحرمة النجسة المنصوص علیها کالخمر لا یجوز التداوی بها.

أما ما لا نص فیه فإنه یختلف باختلاف اجتهاد الفقهاء .

فمن قال بنجاسة الدخان وأنه یسکر کالخمر لا یجوز عنده التداوی به.

لکنه عند جمهور الفقهاء طاهر ویجوز التداوی به، کما یؤخذ ذلک من نصوصهم .وهذا إذا کان یمکن التداوی به.

قال الشیخ علیش المالکی :الدخان متمول، لأنه طاهر فیه منفعة شرعیة لمن اختلت طبیعته باستعماله وصار له کالدواء ، فهو کسائر العقاقیر التی یتداوی بها من العلل (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۰، ص۱۱۲، وص۱۱۳، مادة "تبغ")

[2] یتفرع علی الحرمة والاباحة والکراهة وعدم الکراهة استعماله للتداوی فمن أباحه بلاکراهة إباحة للتداوی بلامزاحمة وکذامن اباحه بکراهة تنزیهاإجازة للتداوی ضرورة وأمامن حرمه اوکرهه تحریما منعه مطلقاًإلابشروط مذکورة فی موضعها ولذاقال "صاحب النصیحة" (وهوممن اختارالحرمة) اعلم انه اذا ثبت حرمته بالدلائل المذکورة فلایجوزشربه للتداوی إذاأمربه الطبیب الحاذق المسلم وله شروط مقررة فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بیماری اوراس کے استعمال پر حظِّ نفس کو علاج اور دواء کا درجہ دے دیتے ہیں، حالانکہ اولاً تو یہ بے چینی حقیقی بیماری کے مفہوم میں داخل نہیں، ورنہ تو ہر گناہ کے عادی شخص کو گناہ کی عادت چھوڑنے میں نفسیاتی طور پر اس قسم کی پریشانی ہوا ہی کرتی ہے۔

دوسرے ماہرین کی تحقیق کے مطابق تمبا کو وسگریٹ نوشی حقیقی سکون کے بجائے جسمانی اور فطری نظام کو اعتدال سے ہٹا کر متحرک اور متاثر کرتی ہے، مگر بعض لوگوں نے اس بے چینی کو سکون کا درجہ دے دیا ہے، شریعت نے ایسے موقع پر مجاہدہ کر کے نفس کا مقابلہ کرنے اور نفس کی خواہش کو دبانے کا حکم دیا ہے اور ظاہر ہے کہ مجاہدہ نفس کی بے جا خواہشات کو دبانے کے لئے ہی ہوا کرتا ہے۔

تمبا کو وسگریٹ نوشی کے مرتکب کی امامت کا حکم

جو حضرات تمبا کو وسگریٹ نوشی کو حرام یا مکروہ قرار دیتے ہیں، انہوں نے تمبا کو نوشی اور بطورِ خاص سگریٹ نوشی کے مرتکب کی امامت کو مکروہ قرار دیا ہے، خصوصاً جبکہ وہ کھلے عام اور مداومت کے ساتھ اس کی عادت بنا لے۔ جبکہ بعض حضرات نے مکروہ قرار دینے سے اتفاق نہیں کیا۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الفقه قال فی النصاب : التداوی بالخمراوبحرام آخران لم یتیقن فیه الشفاء لایجوزبلاخلاف ، لان الحرمة بیقین لا تترک بالشک وان تیقن بالشفاء وله دواء سواه لایجوز ایضا لعدم تحقق الضرورة وان تیقن الشفاء ولادواء سواه قیل :لایجوزلقول ابن مسعود : إن الله ماجعل شفاء کم فیما حرم علیکم وقیل : یجوزقیاساعلی شرب الخمرحالة العطش والجواب ان لم یبق محرما للضرورة فلایکون الشفاء فی الحرام فللمحتسب أن یبعث إلی الأطباء أمینالیستوثق علیهم ان لایأمروامریضا بالتداوی بالمحرمات إلابماذکرمن الشروط انتهی مافی النصاب ......ثم إذاأمرالطبیب المسلم الحاذق بشرب الدخان للتداوی فلا یجوزللشارب ان یحضرعقیب الشرب بلافصل فی المساجد والمجالس ،بل یغسل فاه ویزیل نتنه ثم یحضروأشدقباحة وأقوی حرمة أن یشرب الدخان الخبیث فی المجالس أوالمساجد لأنه وإن جازشربه لضرورة التداوی لکن لم یجزشربه فی المساجد والمجالس إذلاضرورة فی شربه هناک انتهی کلامه (زجر أرباب الریّان عن شرب الدخان، مجموعة رسائل اللکنوی ج ۲ ص ۳۲۶، وص۳۲۷)

[۱] إمامة شارب الدخان :نقل ابن عابدین عن الشیخ العمادی أنه یکره الاقتداء بالمعروف بأکل الربا، أو شیء من المحرمات، أو یداوم الإصرار علی شیء من المکروهات، کالدخان المبتدع فی هذا الزمان (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۱۰، ص۱۱۳، مادة "تبغ")

ویکره الاقتداء بالمعروف بأکل الربا أو شیء من المحرمات، أو یداوم الإسرار علی شیء من البدع المکروهات کالدخان المبتدع فی هذا الزمان ولا سیما بعد صدور منع السلطان اهـ .ورد علیه سیدنا عبد الغنی فی شرح الهدیة بما حاصله ما قدمناه، فقول الشارح إلحاقا له بالثوم والبصل فیه نظر، إذ لا یناسب کلام

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تمبا کو وسگریٹ نوشی کی وجہ سے وضو فاسد نہ ہونے کا حکم

تمبا کو وسگریٹ نوشی کیونکہ اکثر حضرات کے نزدیک ناپاک چیز نہیں، اور نہ ہی اس کے استعمال سے بذاتِ خود وضو فاسد ہونے یا ٹوٹنے والی کوئی بات پائی جاتی ہے، اس لئے تمبا کو وسگریٹ نوشی کی وجہ سے وضو فاسد نہیں ہوتا، جب تک کہ کوئی دوسری وجہ وضو فاسد کرنے والی نہ پائی جائے۔

البتہ اگر کوئی شخص اس طرح کے تمبا کو وسگریٹ نوشی کا ارتکاب کرے، کہ جس سے اس کو نشہ ہو جائے، اور ہوش وحواس زائل ہو جائیں، اور نیند کی طرح اعضاء پر پکڑ نہ رہے، اور اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں، مثلاً چال ڈھال بے ڈھنگی ہو جائے، تو پھر وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ ہوش وحواس کا زائل ہونا بھی وضو ٹوٹنے کے اسباب میں سے ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ عام تمبا کو یا سگریٹ نوشی سے یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العمادی، نعم إلحاقه بما ذكر هو الإنصاف .قال أبو السعود :فتكون الكراهة تنزيهية، والمكروه تنزيها يجامع الإباحة اهـ .وقال ط :ويؤخذ منه كراهة التحريم فی المسجد للنهی الوارد فی الثوم والبصل وهو ملحق بهما، والظاهر كراهة تعاطيه حال القراءة لما فيه من الإخلال بتعظيم كتاب الله تعالی اهـ (ردالمحتار، ج٦ ص ٤٦٠، وص ٤٦١، كتاب الاشربة)

وبالجملة إن ثبت فی هذا الدخان إضرار صرف خال عن المنافع فيجوز الإفتاء بتحريمه وإن لم يثبت انتفاعه فالأصل حله مع أن فی الإفتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فإن أكثرهم مبتلون بتناوله مع أن تحليله أيسر من تحريمه وما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين إلا اختار أيسرهما وأما كونه بدعة فلا ضرر فإنه بدعة فی التناول لا فی الدين فإثبات حرمته أمر عسير لا يكاد يوجد له نصير نعم لو أضر ببعض الطبائع فهو عليه حرام ولو نفع ببعض وقصد به التداوی فهو مرغوب ولو لم ينفع ولم يضر هذا ما سنح فی الخاطر إظهارا للصواب من غير تعنت ولا عناد فی الجواب ، والله أعلم بالصواب كذا أجاب الشيخ محيی الدين أحمد بن محيی الدين بن حيدر الكردی الجزری رحمه الله تعالی (تنقيح الفتاویٰ الحامدية، ج٧ص ٤٢٦، مسائل وفوائد شتی من الحظر والإباحة وغير ذلک)

[1] اتفق الفقهاء على أن السكر ناقض للوضوء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٤٣، ص ٣٩٣، مادة "وضوء")

عدد الفقهاء نواقض الوضوء ، وهی فی الجملة :خروج شیء من أحد السبيلين، وخروج نجس من غير السبيلين، وزوال العقل (السكر -الجنون -الإغماء) ، والنوم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٤١، ص ١٥٠ ، مادة "نقض")

أما السكر والجنون والإغماء فدليل نقض الوضوء بها أنها أبلغ فی إزالة المسكة من النوم، لأن النائم يستيقظ بالانتباه، بخلاف المجنون والسكران والمغمی عليه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧ ، ص ١١٦ ، مادة "حدث")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

مگر یہ بات اپنے مقام پر پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ مساجد اور دینی مجالس میں تمباکو وسگریٹ نوشی کا ارتکاب کرنا جائز نہیں، اور اسی طریقہ سے تمباکو وسگریٹ نوشی کی وجہ سے اگر منہ میں بدبو پیدا ہوگئی ہو، تو نماز پڑھنے سے پہلے منہ کی بدبو کو زائل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، جس کی تفصیل احادیث کی روشنی میں پہلے گزر چکی ہے، اور اگر کوئی تمباکو وسگریٹ نوشی کے بعد پورا وضو ہی کرلے، تو اور اچھی بات ہے، کیونکہ بعض حضرات کے نزدیک تمباکو وسگریٹ نوشی گناہ یا مکروہ ہے، اور گناہ یا مکروہ فعل کا ارتکاب کرنے کے بعد وضو کرلینا مناسب ہے۔ ل

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وكذا السكر ينقض الوضوء أيضا في الأحوال كلها في الصلاة وغيرها (الجوهرة النيرة، ج ١ ص ٩، كتاب الطهارة)

واختاروا في نقض طهارته أنه الذي في مشيته خلل وكذا في يمينه أن لا يسكر أطلقه فشمل من سكر مكرها أو مضطرا فطلق (البحر الرائق، ج٣ص ٢٦٦، كتاب الطلاق)

والسكر ينقض الوضوء أيضاً؛ لأنه سبب لخروج الحدث بواسطة استرخاء المفاصل، فيقام مقام خروج الحدث احتياطاً.

بعد هذا الكلام في حده وذكر بعض المشايخ في شرح المبسوط أن حد السكران هنا ما هو حد السكران في باب الحد، وهكذا ذكر الصدر الشهيد رحمه الله في واقعاته ، فإنه قال :إن كان لا يعرف الرجل من المرأة ينتقض وضوء ه، وهذا الحد ليس بلازم إذا دخل في بعض مشيته تحرك، فهو سكر ينتقض به وضوء ه، كذا ذكر شمس الأئمة الحلواني رحمه الله، وهو الصحيح، وهذا لأن السكر إنما أوجب انتقاض الوضوء لكونه سبباً لخروج الحدث بواسطة الغفلة وزوال المسكة، فلما دخل في مشيته تحرك فقد زالت المسكة والله أعلم (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ج ١ ص ٦٩، كتاب الطهارات، الفصل الثاني)

ل يجب على النمام أن يتوب إلى الله تعالى بالندم والتأسف على فعله ليخرج بذلك من حق الله سبحانه وتعالى.

وينظر التفصيل في مصطلح (توبة) وقال الشيرازي :يستحب الوضوء من الضحك في الصلاة ومن الكلام القبيح ، لما روي عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه -أنه قال " :لأن أتوضأ من الكلمة الخبيثة أحب إلي من أن أتوضأ من الطعام الطيب . "وقالت عائشة -رضي الله عنها " :-يتوضأ أحدكم من الطعام الطيب ولا يتوضأ من الكلمة العوراء يقولها "، وقال ابن عباس -رضي الله عنهما " :-الحدث حدثان حدث اللسان وحدث الفرج وأشدهما حدث اللسان.

قال النووي :وحمل الشيرازي هذه الآثار على الوضوء الشرعي الذي هو غسل الأعضاء المعروفة، وكذلك حملها ابن المنذر وجماعة من أصحابنا.

وقال ابن الصباغ :الأشبه أنهم أرادوا غسل الفم، وكذا حملها المتولي على غسل الفم، وحكى الشاشي في المعتمد كلام ابن الصباغ ثم قال :وهذا بعيد بل ظاهر كلام الشافعي أنه أراد الوضوء الشرعي. قال: والمعنى يدل عليه لأن غسل الفم لا يؤثر فيما جرى من الكلام وإنما يؤثر فيه الوضوء الشرعي،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

(ماخوذ از ''شراب ونشہ کے نتائج واحکام'' مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ والغرض منه تكفير الخطايا كما ثبت فى الأحاديث، فحصل أن الصحيح أو الصواب استحباب الوضوء الشرعى من الكلام القبيح كالغيبة والنميمة والكذب والقذف وقول الزور والفحش وأشباهها (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۱، ص ۳۷۴، مادة "نميمة")

اختلف الحنابلة فى انتقاض الوضوء بأكل الطعام المحرم: فقد ورد عن الإمام أحمد: ينقض الوضوء الطعام المحرم، وعنه: ينقض اللحم المحرم مطلقا، وعنه ينقض لحم الخنزير فقط. وقال أبو بكر: وبقية النجاسات تخرج عليه. والمذهب عند الحنابلة أنه لا نقض بأكل ما سوى لحم الإبل من اللحوم، سواء كانت مباحة أو محرمة كلحوم السباع، لكون النقض بلحم الإبل تعبديا؛ فلا يتعدى إلى غيره. قال المرداوى: ظاهر كلام المصنف أن أكل الأطعمة المحرمة لا ينقض الوضوء، وهو صحيح، وهو المذهب، وعليه الأصحاب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۳، ص ۳۹۷، مادة "وضوء")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ ﴿إِنَّ فِي ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ مولانا طارق محمود

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم علیہ السلام (قسط ۱)

حضرت آدم کی پیدائش مٹی سے

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست مٹی سے بنایا، اور اس مٹی کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ وہ کھنکھناتی ہوئی مٹی تھی۔

یہ مٹی پہلے سڑے ہوئے گارے کی شکل میں تھی، یہ ایسی مٹی تھی جو نت نئی تبدیلیوں کو قبول کرنے والی تھی، جب یہ مٹی پختہ ٹھیکری کی طرح آواز دینے اور کھنکھنانے لگی، تو اس سے حضرت آدم علیہ السلام کا ڈھانچا تیار کیا گیا، پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے روح ڈال دی، جس کے نتیجہ میں وہ باقاعدہ زندہ انسان کی شکل اختیار کرگئی، جو خون، گوشت اور ہڈیوں کا مرکب تھا، اور اپنے ارادہ، شعور، حس، عقل وغیرہ سے حرکت کرسکتا تھا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ حجر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ (سورة الحجر، رقم الآية ٢٦)

”اور بلاشبہ ہم نے انسان کو سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا ہے“

احادیث میں بھی اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مٹی ہی سے پیدا فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَرْضِ: جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ، وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ

(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٤٦٩٣) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حضرت آدم کو مٹھی بھر خاک سے جسے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: اسناده صحيح (حاشية ابی داؤد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ساری زمین سے لیا تھا، پیدا کیا، پس بنی آدم زمین کی مٹی پر آئے (یعنی ہر ایک کی تخلیق اس کی مٹی کے حساب سے ہوئی) پس ان میں سے کوئی سفید آیا تو کوئی سرخ اور کوئی کالا ان کے درمیان کوئی نرم خو ہے تو کوئی بدخلق ہے کوئی ناپاک (کافر) ہے تو کوئی پاک (مسلمان) ہے (ابوداؤد)

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے متعلق ایک تفصیلی حدیث بھی نقل فرمائی ہے، جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاسماء والصفات'' میں اپنی سند سے روایت کی ہے، جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور حضرت آدم کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کے واقعہ کو تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے، لیکن اس حدیث کی سند کے بارے معلوم نہیں ہوسکا۔ [1]

---

[1] أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، نا أبو أحمد محمد بن محمد بن إسحاق الصفار، نا أحمد بن محمد بن نصر اللباد، نا عمرو بن حماد بن طلحة، نا أسباط بن نصر، عن السدى، عن أبى مالك، وعن أبى صالح، عن ابن عباس، وعن مرة الهمدانى، عن ابن مسعود، فى قصة خلق آدم عليه السلام، قال " :فبعث جبريل عليه السلام إلى الأرض ليأتيه بطين منها، فقالت الأرض :إنى أعوذ بالله منک أن تنقص منى أو تشيننى .فرجع ولم يأخذه، وقال :رب إنها عاذت بک فأعذتها، فبعث ميكائيل فعاذت منه فأعاذها، فرجع فقال كما قال جبريل، فبعث ملک الموت فعاذت منه فأعاذها فرجع فقال :وأنا أعوذ بالله أن أرجع ولم أنفذ أمره .فأخذ من وجه الأرض، وخلط فلم يأخذ من مكان واحد، وأخذ من تربة حمراء وبيضاء وسوداء .فلذلک خرج بنو آدم مختلفين، ولذلک سمى آدم لأنه أخذ من أديم الأرض، فصعد به فبل التراب حتى عاد طينا لازبا - اللازب هو الذى يلزق بعضه ببعض -ثم ترک حتى أنتن فذلک حيث يقول (من حمإ مسنون)قال :منتن، ثم قال للملائكة :(إنى خالق بشرا من طين فإذا سويته ونفخت فيه من روحى فقعوا له ساجدين)فخلقه الله بيده لئلا يتكبر إبليس عنه ليقول له :أتتكبر عما عملت بيدى، ولم أتكبر أنا عنه، فخلقه بشرا فكان جسدا من طين أربعين سنة من مقدار يوم الجمعة :فمرت به الملائكة ففزعوا منه لما رأوه، وكان أشدهم فزعا منه إبليس، وكان يمر به فيضربه فيصوت الجسد كما يصوت الفخار، تكون له صلصلة، فذلک حين يقول (من صلصال كالفخار) ويقول لأمر ما :خلقت، ودخل من فمه فخرج من دبره، فقال للملائكة :لا ترهبوا من هذا فإنه أجوف، ولئن سلطت عليه لأهلكنه .فلما بلغ الحين الذى أريد أن ينفخ فيه الروح، قال للملائكة :إذا نفخت فيه من روحى فاسجدوا له، فلما نفخ فيه الروح فدخل الروح فى رأسه عطس، فقالت له الملائكة :قل الحمد لله، فقال :الحمد لله، فقال الله له :رحمک ربک، فلما دخل الروح فى عينيه نظر إلى ثمار الجنة، فلما دخل فى جوفه اشتهى الطعام فوثب قبل أن يبلغ الروح رجليه عجلان إلى ثمار الجنة، فذلک حين يقول (خلق الإنسان من عجل)(فسجد الملائكة كلهم أجمعون إلا إبليس أبى)أن يكون مع الساجدين .وذكر القصة .وبهذا الإسناد فى قصة مريم وابنها، قالوا :خرجت مريم إلى جانب المحراب لحيض أصابها، فلما طهرت إذا هى برجل معها، وهو قوله عز وجل (فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا)وهو جبريل عليه السلام، ففزعت منه وقالت (إنى أعوذ بالرحمن منک إن كنت تقيا)قال :(إنما أنا رسول ربک لأهب لک غلاما زكيا)الآية فخرجت وعليها جلبابها، فأخذ بكمها فنفخ فى جيب درعها وكان مشقوقا من قدامها، فدخلت النفخة صدرها فحملت، فأتتها أختها امرأة زكريا ليلة لتزورها، فلما فتحت لها الباب التزمتها،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انسان کی اصل انسان ہی ہے، ارتقاء نہیں

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ انسانوں کا شجرۂ تخلیق اور شجرۂ نسب حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام تک پہنچتا ہے، اور ان سے نسلِ انسانی کا آغاز ہوتا ہے، آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے، اپنے دستِ قدرت سے تخلیق وڈیزائن کیا، بنایا، وجود بخشا، اور اپنی روح سے ان میں روح پھونک کر زندگی وحیات بخشی، اور حیات کے سارے تقاضے ولوازمات ان کو عطا فرمائے، اور اپنی حیات کے علاوہ بھی صفات میں سے کئی صفات کا حامل انسان کو بنایا، جیسے سماعت، بصارت، تکلم، ادراک، علم، ارادہ، قدرت، اللہ تعالیٰ نے ان صفات میں سے انسان کو حصہ عطا فرمایا۔

قرآن مجید نے مختلف مقامات پر اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانِ اول حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں ہی پیدا فرمایا، اور انہی کے ذریعہ سے اس زمین پر نسلِ انسان کا سلسلہ قائم فرمایا، اور یہی وہ انسان ہے جس کو خالقِ کائنات نے عام مخلوق پر برتری اور بزرگی عطا فرمائی، اور امانتِ الٰہی کا بارِ گراں اس کے سپرد فرمایا، اور ساری کائنات کو اس کے لئے مسخر کر کے اپنی خلافت ونیابت کا شرف بھی اس کو بخشا۔

چنانچہ سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ(سورة التين، رقم الآية ۴)

’’بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو (عقل وشکل کے اعتبار سے) بہترین بناوٹ پر‘‘

اور سورہ بقرہ میں ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً(سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

’’اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں‘‘

اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾فقالت امرأة زكريا :يا مريم أشعرت أنى حبلى؟ قالت مريم :أشعرت أيضا أنى حبلى؟ قالت امرأة زكريا :فإنى وجدت ما فى بطنى يسجد للذى فى بطنک، فذلک قوله عز وجل :(مصدقا بكلمة من الله)وذكر القصة قال الشيخ رضى الله عنه :فالروح الذى منه نفخ فى آدم عليه السلام كان خلقا من خلق الله تعالى، جعل الله عز وجل حياة الأجسام به، وإنما أضافه إلى نفسه على طريق الخلق والملک، لا أنه جزء منه، وهو كقوله عز وجل :(وسخر لكم ما فى السماوات وما فى الأرض جميعا منه)أى من خلقه(الاسماء والصفات للبيهقى، رقم الحديث ۷۷۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ ۷۰)

یعنی ''اور بلاشبہ ہم نے عزت بخشی بنی آدم کو''

اور سورہ احزاب میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ ۷۲)

یعنی ''ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھالیا''

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشکل کے اعتبار سے نہایت متوازن متناسب طور پر پیدا کیا، اور اس کو زمین میں اپنے نائب کی حیثیت سے عزت بخشی، اور امانتِ الٰہی کا حامل بنایا۔

اس لئے آج کے دور میں مادہ پرست، دھریین جو انسان کے آغاز کو محض ارتقاء(Evolution) کا کرشمہ مانتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ انسان اپنی ابتدائی تخلیق وتکوین ہی سے انسان پیدا نہیں ہوا، بلکہ اس کائنات میں اس نے بہت سے مدارج طے کر کے موجودہ انسانی شکل حاصل کی ہے، اور نباتات وغیرہ نے مختلف شکلیں اختیار کر کے درجہ بدرجہ سالوں تک ترقی کر کے پہلے جونک کا لباس پہنا، پھر طویل مدت بعد حیوانات کے مختلف چھوٹے بڑے طبقات سے گزر موجودہ انسان کی شکل میں وجود پذیر ہوا، یا محض اتفاق سے مادہ میں ترکیب وتشکیل ہو کر انسانوں اور باقی مخلوقات کے وجود میں آنے کے قائل ہیں، ان کا بھی رَد ہو گیا، اسی طرح ہندوؤں کے تناسخ کا بھی ابطال ہو گیا، جو کہتے ہیں کہ تمام مخلوقات بشمول انسان مختلف جنم میں مختلف صورتوں میں سامنے آتے ہیں یہ سلسلہ قدیم سے جاری ہے اور اسی طرح جاری رہے گا (جاری ہے......)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

پودینہ Peppermint

پودینہ کو عربی زبان میں نعناع اور انگریزی زبان میں Peppermint کہا جاتا ہے۔

پودینہ مشہور خوش بودار پودا ہے، جو قصبوں اور دیہات میں سب جگہ ملتا ہے، اور خود رو جنگلی پودینہ بھی ہوتا ہے، اور بُستانی یعنی اُگایا جانے والا بھی۔

عام طور پر سبز اور خشک پودینہ کو خوشبو کے لیے سالن میں ڈالتے ہیں، لیکن خوش بودار ہونے کے علاوہ پودینہ میں اور بھی بہت سی حیرت انگیز خصوصیات اور فوائد ہیں۔

پودینہ میں بہت سے وٹامن اور معدنیات وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، 100 ملی گرام پودینہ کے غذائی اجزاء میں رطوبت 84.9 فیصد، پروٹین 4.8 فیصد، چکنائی 0.6 فیصد، معدنی اجزاء 1.9 فیصد، ریشہ 2.0 فیصد، روغنیات 5.8 فیصد ہوتے ہیں۔

پودینہ کے معدنی اور حیاتینی اجزاء میں کیلشیم 200 ملی گرام، فاسفورس 62 ملی گرام، فولاد 15.6 ملی گرام، وٹامن سی 27 ملی گرام اور کچھ مقدار میں وٹامن بی کمپلیکس، وٹامن ڈی اور ای بھی شامل ہیں، اس کے ایک سو گرام میں 287 حرارے ہوتے ہیں۔

پودینہ معدے اور اعصاب کو قوت دیتا ہے اور کھانے کو ہضم کرتا ہے، پیٹ کے درد اور اپھارے کو دور کرتا ہے، اور ریاح وگیس کو نکالتا ہے، بدہضمی اور کھٹی ڈکاروں کے لئے مفید ہے، پیٹ کے جراثیم اور کیڑوں کو مارتا ہے، اور جسم، خاص طور پر سینہ وگردہ کے فضلات، پسینہ اور بلغم کو خارج کرتا ہے، اور ایامِ ماہواری کے مسائل وتکالیف کو دُور اور حیض کو جاری اور جسم کے خون کو پتلا کرتا ہے، اسی بناء پر یہ خون کے کالٹس Colitis کو بھی رفع کرتا ہے، جب خون کے گاڑھا ہونے کے باعث دل کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہو، اور دل پر دباؤ پڑ رہا ہو، اور بے چینی محسوس ہو رہی ہو، تو پودینہ مفید ہوتا ہے، سردرد اور متلی کے لئے مفید ہے، اور خارش اور جگر کے وَرم اور جسم کے دوسرے حصوں کے وَرموں کو دور کرتا ہے، اور کچے موادوں کو پکا کر خارج کرتا ہے، اور وضع حمل کے لئے بھی مفید ہے، نیز پودینہ، استسقاء اور یرقان کے لئے بھی نفع بخش ہے ان اغراض کے لیے پودینہ کی چٹنی بنا کر کھائی جاتی ہے، یا سفوف بنا کر استعمال کیا جاتا ہے، یا پودینہ کو پانی

Idara Ghufran

میں اُبال کر قہوہ کے طور پر اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ہیضہ اور دَست میں دار چینی، لونگ، اجوائن اور بڑی الائچی کے ساتھ ملا کر اس کا قہوہ فوری اثر لاتا ہے۔

اگر پودینہ کو پانی میں پکا کر جلد کو دھویا جائے، تو اس سے تر وخشک خارش دُور ہو جاتی ہے، اور کسی جگہ چوٹ لگنے سے تکلیف محسوس ہو، تو وہ بھی دُور ہو جاتی ہے۔

پودینہ پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرتا ہے، خاص کر جبکہ شہد اور نمک کے ساتھ کھایا جائے۔

پودینہ کو شہد اور نمک کے ساتھ چاٹنے سے پھیپھڑوں کی رَگوں سے مواد خارج ہو جاتا ہے، اور پہلو کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔

پودینہ میں زہروں کو دور کرنے کی تریاقی تاثیر پائی جاتی ہے، اس لیے بعض زہروں کو دور کرنے کے لیے بھی پودینہ استعمال کیا جاتا ہے، بدہضمی اور ہیضے میں پودینہ چھ ماشے اور الائچی تین ماشے کو آدھ سیر پانی میں جوش دے کر چھان کر بار بار پلانے سے متلی اور قے بند ہو جاتی ہے، پیٹ کا درد بھی دور ہو جاتا ہے اور پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے۔

فیل پا اور دوالی (جس میں پنڈلیوں کی رگیں پھول کر موٹی ہو جاتی ہیں) میں چھ ماشے پودینے کو پیس چھان کر ماء الجبن دس تولے کے ساتھ کچھ عرصے تک برابر استعمال کرتے رہنے سے ان مرضوں میں کمی ہو جاتی ہے۔

بعض زہریلے جانور مثلاً بلی، نیولے اور چوہے، بھڑ، بچھو وغیرہ کے کاٹنے پر پودینہ پیس کر لگانے سے آرام ہو جاتا ہے۔

ہرے پودے کا پانی نکال کر ٹپکانے سے ناک، کان اور دوسرے اعضا کے زخموں کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

پودینہ، پتی اچھلنے کے لیے بھی مفید ہے، پودینہ سبز ایک تولہ اور اگر خشک ہو تو چھ ماشے شکر سرخ دو تولے پانی میں جوش دیکر پلانے سے یہ مرض دور ہو جاتا ہے، پتی اچھلنے میں پودینہ سبز کا پانی ایک تولہ، عرقِ گلاب پانچ تولے سکنجبین سادہ ایک تولہ تینوں کو ملا کر پینا چاہیے، تین چار خوراک ملا کر پلانے سے اچھلی ہوئی پتی جاتی رہتی ہے۔

پودینہ، سانس کی بہت سی بیماریوں مثلاً دَمہ، سانس کی تنگی، سینے کی جکڑن، حلق، اور پھیپھڑے کے انفیکشن infection کو دور کر دیتا ہے، اور اسی لئے ٹی بی کی بیماری میں پودینہ کا رَس مفید ہے۔

Idara Ghufran

پودینہ منہ میں پیدا ہونے والے خطرناک بیکٹیریا کا خاتمہ کر کے سانس لینے کے عمل کو خوشگوار بنانے اور منہ کی بو کو دور کرنے antiseptic کے لئے بھی مؤثر ہے۔

پودینہ کو پانی میں پکا کر غرارے کرنے سے گلا بیٹھنے اور گلے میں درد ہونے کی شکایت رفع ہوجاتی ہے۔

مسوڑھوں کی سوزش، ان سے خون بہنا، دانتوں کے درد اور دانتوں کی کمزوری کے لئے پودینہ اکسیر ہے، کئی ٹوتھ پیسٹوں میں پودینہ شامل ہوتا ہے، پودینہ میں موجود کلوروفل اور جراثیم کش اجزاء منہ کو تروتازہ رکھتے ہیں، اور ذائقہ کی حس میں بہترائی لاتے ہیں۔

پودینہ کا رَس انسانی جلد کے لیے بہترین ذریعہ cleanser ہے، جس سے چہرہ تروتازہ ہوتا ہے، اور جلدی بیماریوں مثلاً خارش، چہرے کے کیل مہاسوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔

پودینہ کو سرکہ میں پیس کر چہرہ کی جلد پر لگانے سے چہرہ کے داغ دھبے دور ہوجاتے ہیں اور جھائیاں ختم ہوجاتی ہیں، اور آنکھوں کے نیچے پڑنے والے سیاہ حلقے بھی اس سے دور ہوجاتے ہیں۔

اگر تازہ پودینہ کا رَس رات کو چہرہ پر لگایا جائے، تو جلد کی خشکی دور ہوجاتی ہے، اور کیل پھنسیاں بھی ٹھیک ہوجاتی ہیں۔

پودینہ کی بو اور دھونی سے حشرات الارض بھاگ جاتے ہیں، اور اگر پودینہ کو اونی کپڑوں میں رکھ دیا جائے، تو ان میں کیڑا نہیں لگتا۔

آنکھ پر چوٹ لگنے سے اگر خون جم جائے، تو پودینہ کا لیپ کرنے سے اس کو فائدہ ہوتا ہے۔

سونف اور پودینہ کا قہوہ گٹھیا کے درد کو تسکین دیتا ہے۔

اگر نکسیر آ رہی ہو، تو پودینہ کا پانی ناک میں ڈالنے سے نکسیر بند ہوجاتی ہے۔

پودینہ کا پانی گردہ اور مثانہ کی پتھری کو توڑتا ہے۔

سیاہ مرچ، سونٹھ اور پودینہ پانی میں پکا کر پلانے سے پسینہ آ کر سردی کا بخار دور ہوجاتا ہے۔

ہرے پودینہ کے پتوں کے عرق کے چند قطرے ناک میں ڈالنے سے نزلہ، زکام میں افاقہ ہوتا ہے۔

اس اعتبار سے پودینہ انتہائی مفید اور سستی دوا ہے، جس کا چٹنی، قہوہ، سفوف وغیرہ کے طور پر کثرت سے استعمال کر کے حیرت انگیز فوائد حاصل کرنے چاہئیں۔

(ماخوذ بتغیر واضافہ از ''دیہاتی معالج''، ''Your Kitchen''، ''قدرتی غذاؤں کا انسائیکلوپیڈیا'')

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ　　　　مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

☐......۲۷/ ربیع الآخر، و۵/۱۲/۱۹/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐......۲۲/۲۹/ ربیع الآخر، و۷/۱۴/ جمادی الاولی، بروز توار، دن کو حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی، اور بعد ظہر طلبہ وطالبات کی اپنے اپنے شعبوں میں بزمِ ادب اور بعد عصر شعبہ تحفیظ میں اصلاحی بیان کی مجالس منعقد ہوئیں۔

☐......۲۱/ ربیع الآخر، بروز ہفتہ صبح دس بجے حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم، دارالافتاء ادارہ غفران تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے مجالست رہی، ساڑھے بارہ بجے واپس تشریف لے گئے۔

☐......۲۲/ ربیع الآخر، اتوار بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب نے، حاجی پرویز خان (سابق ایم این اے راولپنڈی) کی بیٹی کی رخصتی کی تقریب میں آدم لاجز (چک شہزاد، اسلام آباد) میں شرکت کی۔

☐......۲۳/ ربیع الآخر، بروز پیر، بعد عشاء حضرت مدیر صاحب نے حاجی پرویز خان (سابق ایم این اے راولپنڈی) کی بھتیجی کا نکاح پڑھایا، اور ساتھ ہی حاجی پرویز صاحب کی بیٹی کے ولیمہ میں شرکت کی۔

☐......۲۵/ ربیع الآخر، بروز بدھ، صبح دس بجے کے قریب مولانا مفتی ریاض محمد صاحب زید مجدہم (دارالافتاء، دارالعلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی) ادارہ میں تشریف لائے۔

☐......اسی دن بعد عصر حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب زید مجدہم (جانشین حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ، ومہتمم جامعہ اشرف المدارس، گلستانِ جوہر، کراچی) ائرپورٹ جاتے ہوئے کچھ دیر کے لئے چند احباب کے ہمراہ دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات اور مختصر نشست ہوئی، قبل از مغرب واپس تشریف لے گئے۔

☐......۲۸/ ربیع الآخر بروز ہفتہ تا ۳/ جمادی الاولیٰ بروز بدھ تعلیمی شعبہ جات میں ششماہی امتحانات منعقد ہوئے، جس کے بعد ۴، ۵/ جمادی الاولیٰ کو تعلیمی شعبہ جات میں تعطیل رہی۔

☐...... ۲۹/ ربیع الاخر، بروز اتوار، بعد ظہر جناب عثمان سعید صاحب کے ولیمہ میں حضرت مدیر صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب، حکیم محمد فیضان صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، مولانا محمد ناصر صاحب اور بندہ محمد امجد، رائل کیسل شادی ہال میں (سکستھ روڈ، راولپنڈی) شریک ہوئے۔

☐......۴/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور چند احبابِ ادارہ کا، دن گیارہ بجے، تفریحی دورہ پر فتح

Idara Ghufran

جنگ جانا ہوا، راستے میں فتح جنگ کے قریب شاہ پور ڈیم پر کچھ وقت پُرکشش نظارہ کیا، بعد ظہر فتح جنگ میں مولانا حکیم محمود الحسن صاحب زید مجدہٗ کے مدرسہ میں جانا ہوا، بوقتِ مغرب واپسی ہوئی۔

□......۵/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ، بعد از نمازِ جمعہ، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، اپنی والدہ صاحب و بھائی صاحبان کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔

□......اسی دن بعد مغرب، ڈاکٹر قاری عتیق الرحمٰن صاحب زید مجدہم (مدیر جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی)، استاذ القراء قاری محمد یعقوب صاحب زید مجدہم (صدر مدرس، شعبہ حفظ جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی) استاد الحدیث مولانا امان اللہ صاحب، حضرت مدیر صاحب کی دعوت پر ادارہ غفران تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب کی طرف سے معزز مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا، بعد عشاء مہمانانِ گرامی کی واپسی ہوئی۔

□......۶/ جمادی الاولیٰ، بروز ہفتہ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب نے حافظ جمشید طارق ولد حاجی طارق محمود راجہ صاحب (کوہاٹی بازار، راولپنڈی) کا نکاح پڑھایا۔

□......۷/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب مع اہل خانہ و والدہ صاحبہ، مولانا خلیل اللہ صاحب کی دعوت پران کے علاقہ سکوٹ (کلرسیداں) تشریف لے گئے، مولانا محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے، بعد مغرب واپسی ہوئی۔

□......۱۰/ جمادی الاولیٰ، بروز بدھ، دوپہر کے وقت مولانا عبداللطیف مفتاحی کشمیری صاحب، میر پور، آزاد کشمیر سے حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، ایک اور عالمِ دین بھی ہمراہ تھے، بعد عصر واپسی ہوئی۔

□......۱۰/ جمادی الاولیٰ، بروز بدھ سے تعمیرِ پاکستان سکول میں تمام جماعتوں کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے، جو ۱۸/ جمادی الاولیٰ کو مکمل ہوئے، اور اسی دن سکول کی دو زیریں منزلوں میں تعمیر ومرمت کا کام شروع ہوا۔

□......۱۶/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار، قبل از عصر مولانا انصر باجوہ صاحب اور مولانا عبدالغفار ذہبی صاحب، دارالافتاء تشریف لائے، عصر سے پہلے واپسی ہوئی۔

□......۱۸/ جمادی الاولیٰ، جمعرات، حضرت مدیر صاحب، اپنے بھائی محمد عدنان خان صاحب کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......۲۰/ جمادی الاولیٰ، بروز اتوار (۲۳ مارچ) کو تعمیرِ پاکستان سکول میں سالانہ امتحانات کے نتائج سنائے جانے کی تقریب ہوئی، جس میں حسنِ کارکردگی کے حامل طلبہ وطالبات کو انعامات دیئے گئے، تقریب میں طلبہ وطالبات کی مائیں (خواتین) مدعو تھیں، حضرت مدیر صاحب کی والدہ واہلیہ محترمہ تقریب کی مہمانِ خصوصی تھیں، بچوں نے تلاوت، حمد، نعت، نظم، ملی ترانے، خاکے، مزاحیہ خبریں، ٹیبلو وغیرہ پیش کئے۔ آخر میں حضرت مدیر صاحب اور بندہ محمد امجد کے موقع کی مناسبت سے فکر انگیز بیانات ہوئے، جس میں سکول کے تاسیس کے مقاصد اور آئندہ کے اہداف پر روشنی ڈالی گئی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/فروری/2014ء، بمطابق ۲۰/ربیع الآخر/1435ھ: پاکستان: کراچی میں پبلک ٹرانسپورٹ میں موسیقی پر پابندی عائد ✍ 22/فروری: پاکستان: الیکشن 2013ء میں 15لاکھ ووٹ مسترد ہوئے، بلوچستان میں ہزاروں ووٹ مسترد، خواتین ووٹرز کی شرح کم ہوئی، فافین رپورٹ ✍ 23/فروری: پاکستان: بھارتی جیل میں تشدد سے پاکستانی قیدی جاں بحق، حکام نے خودکشی قرار دیا، میت واپسی کے لئے اقدامات کر رہے ہیں، دفتر خارجہ ✍ 24/فروری: پاکستان: کوہاٹ، پولیس لائن کے قریب بم دھماکہ، 13جاں بحق ✍ 25/فروری: پاکستان: میران شاہ، اہم طالبان کمانڈر عصمت اللہ شاہین 3ساتھیوں سمیت قتل ✍ 26/فروری: پاکستان: انسداد دہشت گردی کے صوبائی اداروں کا قیام، دینی مدارس کا آڈٹ ہوگا، میڈیا کے غلط استعمال کو روکا جائے گا، سیکورٹی پالیسی کا مسودہ ✍ 27/فروری: پاکستان: ممکنہ آپریشن، پختونخوا کے 5اضلاع میں 10خیمہ بستیاں قائم کرنے کا فیصلہ ✍ 28/فروری: پاکستان: کراچی، مدرسہ کے مہتمم سمیت 9جاں بحق ✍ یکم/مارچ: پاکستان: شرح نمو 5فیصد تک پہنچ گئی، سرکاری قرضوں میں 10 کھرب کا اضافہ، روپے کی قدر 6فیصد کم ہوگئی، سٹیٹ بینک کی سہ ماہی رپورٹ جاری ✍ 02/مارچ: پاکستان: طالبان کا ایک ماہ کے لئے اعلانِ جنگ بندی، وزیر داخلہ اور مذاکراتی کمیٹیوں کا خیر مقدم ✍ 03/مارچ: پاکستان: طالبان کے اعلان کے بعد حکومت کا بھی طالبان کے خلاف فضائی حملے روکنے کا اعلان ✍ 04/مارچ: پاکستان: اسلام آباد کچہری پر حملہ، جج سمیت 11افراد جاں بحق، احرار الہند نے ذمہ داری قبول کرلی، طالبان کا اظہار لاتعلقی ✍ 05/مارچ: پاکستان: ملاکنڈ، حراستی مرکز سے اٹھائے گئے 5قیدی سپریم کورٹ میں پیش، 2افراد کو لانے کے لئے مزید مہلت ✍ 06/مارچ: پاکستان: طالبان سے مذاکرات فیصلہ سازی کے مرحلہ میں داخل، وزیر اعظم نے دونوں کمیٹیوں کو آج ملاقات کے لئے بلا لیا ✍ 07/مارچ: پاکستان: 60ہزار بوری گندم گوداموں میں پڑی رہ گئی، تھر میں بدترین قحط، بھوک کا عفریت 121بچوں کو نگل گیا ✍ 08/مارچ: سعودی عرب نے القاعدہ، اخوان المسلمون اور حزب اللہ کو دہشت گرد قرار دے دیا، عسکریت پسندوں کو 15دن میں ملک واپسی کی مہلت ✍ 09/مارچ: پاکستان: اسحاق ڈار سے آرمی چیف کی ملاقات، دفاعی بجٹ 15سے 20فیصد بڑھانے پر اتفاق ✍ 10/مارچ: پاکستان: تھر، مزید 6بچے جاں بحق، 2500نئے مریض داخل، وزیر اعظم آج متاثرہ علاقے میں پہنچیں گے ✍ 11/مارچ: پاکستان: اسلام آباد میں فائرنگ سے اہل سنت والجماعت کے رہنما اور راہگیر جاں بحق، 2ساتھی زخمی ✍ 12/مارچ: پاکستان: انٹر بنک مارکیٹ میں ڈالر 100روپے سے بھی نیچے آگیا ✍ 13/مارچ: پاکستان: کراچی کا امن پھر

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تباہ، لیاری دھماکوں اور فائرنگ سے گونج اٹھا، 10 خواتین ، 4 بچوں سمیت 30 جاں بحق، 50 زخمی ✍ 14 / مارچ: پاکستان: بجلی 2 روپے 24 پیسے فی یونٹ مہنگی ✍ 15 / مارچ: پاکستان: سول، سیکورٹی اداروں میں بھرتی پر پابندی ختم، نواز شریف ✍ 16 / مارچ: پاکستان: ایکنک نے 23 ارب کے راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس کی منظوری دے دی ✍ 17 / مارچ: لاپتہ طیارے کی تلاش کے لئے ملائشیا نے پاکستان سمیت 25 ممالک سے مدد مانگ لی ✍ 18 / مارچ: پاکستان: طالبان کمیٹی نے 300 قیدیوں کی فہرست وزیر داخلہ کے حوالہ کردی، حکومت کا ''فری پیس زون'' کے قیام پر غور ✍ 19 / مارچ: پاکستان: انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ، ریپڈ فورس کے قیام کی منظوری، جدید آلات صوبوں کے حوالہ ✍ 20 / مارچ: پاکستان: انسانی اعضاء کی خرید وفروخت پر دس سال قید اور دس لاکھ جرمانہ ہوگا، خیبر پختونخوا اسمبلی میں بل منظور۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530